SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday June 15, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Dr. Khalid Ranjha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارءیت الذی یکذب بالدین O فذٰلک الذی یدع الیتیم O ولا یحض

علیٰ طعام المسکین O فویل للمصلین O الذین ھم عن صلاتھم

ساھون O الذین ھم یرآء ون O ویمنعون الماعون O

ترجمہ ، شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیزیں عاریت نہیں دیتے۔

(سورۃ ماعون)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، میرا خیال ہے کہ پہلے leave applications لے

لیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سید ہدایت اللہ شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۰ اور ۱۱ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب امان اللہ کنرانی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۲ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب ایس ایم ظفر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۵ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۵ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

POINTS OF ORDER

RE: ARREST OF TWO PAKISTAN'S IN USA

Mr. Presiding Officer: Now, we come to the points of order. Lot of hands are raised on points of order. Gul Naseeb sahib.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں ایک انتہائی حساس اور اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ۱۰ جون کو بیک وقت نوائے وقت' اسلام اور اوصاف اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی کہ القاعدہ کیمپ سے تربیت کے

الزام میں امریکہ میں دو پاکستانی نژاد امریکی گرفتار۔ FBI نے امریکی شہریت رکھنے والے پاکستانی نژاد باپ اور بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاری بیٹے کی طرف سے پاکستان کے اندر مبینہ القاعدہ کیمپ میں تربیت حاصل کرنے کے اعتراف کے بعد عمل میں آئی۔ لاس اینجلس ٹائم کے مطابق کیلیفورنیا سے پکڑے گئے ۴۷ سالہ عمر کا بیٹا حامد حیات ۲۲ سال کا ہے۔ اخبار کے مطابق دونوں کو حکام نے غلط بیانی پر حراست میں لیا۔ FBI حکام نے بتایا کہ حامد حیات نے مبینہ طور پر ۲۰۰۳ اور ۲۰۰۴ کے دوران پاکستان میں القاعدہ کے کیمپ میں شرکت کی۔ حامد کی طرف سے FBI کو مبینہ بیان حلفی میں کہا گیا ہے کہ فوجی تربیت کے بعد اسے واپس امریکہ جہادی مشن کے لئے بھیجا گیا۔ اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا ہے اور وزیر اعظم صاحب نے ایسوسی ایٹ پریس آف امریکہ میں اس کیمپ کے بارے میں تردید کی ہے جو بالکل اسلام آباد کے نزدیک بنایا گیا ہے کہ اس میں حامد نے تربیت حاصل کی ہے۔ وزیر اعظم نے اس بیان کی تردید کی ہے کہ پاکستان میں القاعدہ کا کوئی کیمپ نہیں ہے۔ وزارت خارجہ سے کہا ہے کہ آپ اس حوالے سے پوری تحقیق کریں۔

جناب چیئرمین! ایک طرف تو یہ پاکستان کے خلاف بہت بڑا الزام ہے کہ بالکل اسلام آباد کے نزدیک القاعدہ کا کیمپ ہے۔ دوسری طرف امریکہ ایک ایسا ہاتھی بن گیا ہے کہ جب چاہے اور جس کو چاہے اسی وقت گرفتار کر کے اس کے خلاف کارروائی کرے اور وہ تمام کارروائی قانون اور عدالتی کارروائی سے ماوراء ہوتی ہے۔ بے گناہ حامد حیات کو ذہنی طور پر ٹارچر کرنا، اس کے بے گناہ باپ اور بے گناہ خاندان پر دہشت گردی سے تعلق کا بے بنیاد الزام اور دوران حراست وکیل تک سے ملاقات کی اجازت نہ دینا اور بے گناہ افراد کو میڈیا پر بغیر ثبوت کے دہشت گرد بنا کر پیش کرنا یہ سب بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ لہذا اس وقت میں ان انسانی حقوق کی تنظیمیں جو پاکستان اور پوری دنیا میں کام کر رہی ہیں ان کی بھی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب اگر یہاں پر معمولی case ہو جائے وہ پوری دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے نشانہ بنایا جاتا ہے اور جب امریکہ کے اندر انسانوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے تو انسانی حقوق کی تنظیمیں اس وقت خاموش ہیں۔ لہذا ان سے گزارش ہے کہ وہ بین الاقوامی فورم پر اس مسئلے کو اٹھائیں اور انسانی حقوق کی جو خلاف ورزی ہوئی ہے، اسی

سلسلے میں وہ اپنا کردار ادا کریں۔ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کو بدنام کرنے کی اس سازش کو ناکام بنائے اور بے گناہ افراد کو رہا کروائے ۔ ہم حقوق انسانی کی علمبردار تنظیموں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ FBI کے ہاتھوں حقوق انسانی کی سنگین پامالی کا سخت نوٹس لیں اور اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پروفیسر خورشید صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین ! محترم مولانا گل نصیب صاحب نے ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف ہماری توجہ دلائی اور میں اس کے جس رخ کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ terrorism کے خلاف جنگ میں سب سے بڑا معاون و مدد گار پاکستان ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ خود امریکہ جتنا کچھ hunting نہیں کر سکا ہے پاکستان نے وہ کچھ کرکے اس کو دیا ہے اور repatriation کے کسی قانون کے بغیر ، عدالت سے رجوع کیے بغیر یہ سارا کام ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان ہی کو ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے اور یہ ایک بڑی systematic campaign ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے فارن آفس کو ، ملک کے ذمہ دار افراد کو ، ہماری Embassies کو ، یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس کے لیے ہم کیا قانونی اور سیاسی اقدام لے سکتے ہیں۔ اس لیے کہ جب پاکستان کا کوئی اہم شخص باہر جاتا ہے، صدر ہو ، وزیر اعظم ہو ، کوئی اہم development ملک میں ہوتی ہے۔آپ دیکھیے اس وقت کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑا جاتا ہے اور اس معاملے میں تو حد ہی کی گئی ہے کہ فضل الرحمٰن صاحب کا نام لیا گیا ہے حالانکہ فضل الرحمٰن صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ القاعدہ کا کوئی کیمپ پاکستان میں کبھی قائم نہیں ہوا، کبھی تھا تو افغانستان میں تھا پاکستان میں نہیں تھا۔ہو سکتا ہے کہ القاعدہ کے لوگ پاکستان آئے ہوں اور پناہ لی ہو ، ان کو آپ نے پکڑا ہے لیکن اس کو کیمپ کہنا اور پھر اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا نام استعمال کرنا ساری دنیا میں اس کو براڈ کاسٹ کرنا اور اس کے اوپر پھر comments ہونا۔ اگر بعد میں تردید آ بھی جاتی ہے تو we refuse them جناب والا! آپ خود بڑے ماہر قانون دان ہیں - یہ سوچیں کہ کس طرح ہم اپنی عزت کو ، اپنے ملک کی عزت کو ، اپنی اہم شخصیات کی عزت کو ،

محفوظ کر سکتے ہیں اور یہ جو ہماری arm twisting کی جا رہی ہے' blackmail کیا جا رہا ہے اور اس طرح سے وہ ہم سے من مانی کروانا چاہتے ہیں اور پاکستان پر دباؤ رکھنا چاہتے ہیں۔ There is sanity in madness. یہ جھوٹ جو پھیلایا جا رہا ہے' یہ بلا جواز نہیں ہے یہ بلا سبب نہیں ہے۔ It is part of a pattern تو میں چاہتا ہوں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے اور حکومت بجائے اس کے کہ امریکہ کے مطالبات کی جائز ناجائز پیروی کرے' اپنے دفاع کے لیے ' اپنے ملک کے دفاع کے لیے ' اپنے نام کے دفاع کے لیے موثر اقدام کرے ۔ یہ پہلو بھی قابل غور ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، شکریہ جناب چیئرمین! پہلا میرا ایک point of order یہی تھا جو کہ مولانا گل نصیب صاحب نے اور پروفیسر صاحب نے اٹھا دیا ہے۔میں اسی کے بارے میں کہنا چاہتا تھا کہ ہمارے پاکستان کے ایک مشہورمنصف ' اورمشہور تجدد پسند اور لبرل ازم کے بانی روشن خیال جناب جاوید اقبال صاحب جو علامہ قبال کے فرزند ارجمند ہیں' ان کو بھی ویزہ نہیں ملا اور مجھے اس بات پر تعجب ہے۔اسی طریقے سے ہمارے بہت سارے لیڈر جو باہر جاتے ہیں اور ان کے ساتھ جو اہانت یا توہین کی جاتی ہے اس کی مثال نہیں ملتی ۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت یہ کہتی ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی بہت کامیاب ہے اور ہمارے ملک کا بیرونی دنیا میں وقار بڑھا ہے لیکن حال یہ ہے کہ جاوید اقبال کا جرم یہ تھا کہ اس کے نام میں ایک جاوید اور دوسرا اقبال شامل ہے۔ یہ نام کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس نام کے ساتھ سید یا محمد ہو' اسے visa نہیں ملتا۔ ہمارے ایک معزز رکن نے (xxxx) وہاں ان کی بھی توہین کی جائے گی۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اپنی پالیسی واضح کرے۔

جناب والا! ہمارے وزیر اعظم صاحب اور خود سینیٹرز صاحبان نے کہا ہے کہ ہمارے ملک کی کامیاب خارجہ پالیسی کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے یہ مثال دی ہے کہ امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہیں اور چائنا کے ساتھ بھی بہتر ہیں لیکن میں یہ

[(XXXX) words expunged by the order of the Chair]

سمجھتا ہوں کہ ہمارے تعلقات ایسے ہیں جیسے پاکستان امریکہ کی کوئی کالونی ہے۔ جتنی بھی پالیسیاں پاکستان میں بنائی جاتی ہیں، یہ سب امریکہ کے دباؤ میں بنائی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے ہمارے ایک جرنل صاحب وہاں گئے تھے اور انہیں کہا گیا تھا کہ آپ صرف knicker پہن سکتے ہیں۔ ان کی تلاشی لی گئی اور ان کے جوتے اتارے گئے۔ اس لیے میں یہ نہیں سمجھتا کہ اقبال جیسے شخص کو جو کہ liberalism اور روشن خیالی کا بانی ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ ریاست اور اسلام کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے، یہ سب کچھ ہونے کے باوجود، مغربی تہذیب کے قریب ہونے کے باوجود انہیں visa نہیں دیا گیا۔ یہ اس لیے ہوا کہ چونکہ اس کا نام مسلمانوں والا ہے۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کم ازکم اس وقت ہمارے گلے میں جو غلام قوم کے نظریے کا طوق ہے، اسے اتار کر پھینک دیجیے ورنہ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! یہاں ایس۔ ایم۔ ظفر تشریف نہیں رکھتے ہیں لیکن ان کے متعلق جو بات کہی گئی ہے، یہ درست نہیں ہے۔ [+++] وہ کالج کے زمانے میں بھی ایس۔ ایم۔ ظفر تھے، پاکستان بننے سے پہلے بھی ایس۔ ایم۔ ظفر تھے اور آج بھی ایس۔ ایم۔ظفر ہیں۔

Mr. Presiding Officer: I think the reference made to Mr. Zafar that is expunged from the record. وہ یہاں نہیں ہیں میرے پاس اس وقت ایک notice from کنرانی صاحب آیا ہوا ہے۔

He has given advance notice of his point of order.

Re: DETERIORATION LAW AND ORDER IN THE COUNTRY

سینیٹر امان اللہ کنرانی: جناب والا! ہم آپ کی صلاحیتوں کے معترف ہیں کہ آپ کے یہ سیٹ سنبھالتے ہی ہم لوگ discipline میں آ گئے ہیں اور کچھ ہماری بات سنی جا رہی

[(++++) words expunged by the order of the Chairman.]

ہے، out of turn بھی بات ہو رہی ہے اور proceedings سے ہٹ کر بھی کچھ time ہمیں دیا جا رہا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین! ہم بلوچستان کی بات بہت کرتے رہے ہیں اور مجھ پر پابندی ہے اور آج شاید میں بلوچستان کی بات نہ کروں۔ جب ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں تو کسی خطے کی بات نہیں کرتے ہیں بلکہ انسانی رشتوں، اخلاق، قانون اور آئین کی بات کر رہے ہوتے ہیں۔ آئین، قانون، انسانی رشتوں کی پامالی جس پر بھی ہو، چاہے یہ دنیا کے کسی حصے میں ہو، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ابھی یہاں جو گفتگو ہو رہی تھی، وہ بھی بین الاقوامی اخلاقیات اور قوانین کے متعلق ہی ہو رہی تھی لیکن جناب چیئرمین! بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہم اپنے ملک میں قانون، اخلاق اور انسانی رشتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ جناب والا! میں اس طرح کے ایک واقعے کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے انتہائی شرم محسوس کر رہا ہوں۔ 12 جون بروز اتوار سرگودھا کے ایک خیراتی ادارے، زچہ بچہ ہسپتال کی انچارج لیڈی ڈاکٹر راحیلہ اپنے بھتیجے سرفراز خان کے ہمراہ لاہور سے proceed کرتی ہیں اور یہ جاننا چاہتی ہیں کہ وہاں پر غریب عورتیں اور معصوم بچے کس حال میں ہیں۔ اتوار کی چھٹی گزارنے کے بعد وہ سرگودھا جا رہی تھیں تو راستے میں اس کے ساتھ کسی ڈاکو نے نہیں، کسی دہشت گرد نے نہیں بلکہ uniform میں ملبوس دہشت گردوں نے بدتمیزی کی ہے۔ یہ آپ کے توسط سے اس ایوان کو بتاتے ہوئے میں شرم محسوس کر رہا ہوں۔

جناب والا! جن ملازمین کو اسلحہ اور uniform لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے دیا جاتا ہے، اب یہ اسلحہ اور uniform عوام کی عزتوں کو تار تار کرنے کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔ ہم دہشت گردوں کی بات کرتے نہیں، ہم قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کی بات کرتے ہیں اور ان کو درس دیتے ہیں کہ آپ کے ساتھ چاہے کتنا بڑا مسئلہ پیش آئے آپ عدالت سے رجوع کریں، آپ قانون کے دائرے میں آئیں، قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں مگر جو قانون کے محافظ ہیں انہوں نے کیا کیا جناب چیئرمین! کہ ڈاکٹر سرفراز صاحب، ڈاکٹر راحیلہ سرفراز خان جو agricultural میں ملازم ہیں، گاڑی روکتے ہیں اور وہ ٹول ٹیکس دینا چاہتے ہیں۔ ٹول ٹیکس دیتے ہوئے انہوں نے پانچ سو کا نوٹ دیا تو جواب ملتا ہے تمہیں شرم نہیں آتی

ہے، تم پانچ سو کا نوٹ دیتے ہو۔ وہ شریف آدمی ہکا بکا رہ جاتا ہے اور یہ کہنے کی جرات کرتا ہے کہ آپ کو کس نے حق دیا کہ آپ مجھے گالی دو وہ کہتا ہے ہمارے پاس یہاں پر کھلے پیسے نہیں ہوتے، آپ کو کھلے پیسے لانے چاہیے تھے۔

جناب عالی! اس بات پر کہ اس نے جرأت کی، اس نے صرف یہ شکایت کی کہ آپ نے میرے ساتھ بدتمیزی کیوں کی ہے تو ان مسلح لوگوں نے اس کی گاڑی کو side پر کیا، side پر کرنے کے بعد اس کو گریبان سے پکڑا۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھ خواتین ہیں، اس کے ساتھ بچے ہیں۔ وہ خاتون روتی ہوئی، بلکتی ہوئی اپنے بھتیجے کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ سرفراز کو مارا بلکہ اس خاتون کے کپڑے تار تار کیے، اس ڈاکٹر کے ساتھ جو انسانیت کی محافظ ہے، اس کے ساتھ بدتمیزی کی، بوٹوں اور بٹوں کے ساتھ ان کو زخمی کیا اور اس کے بعد انہیں جانے دیا گیا۔ جناب چیئرمین! اور لوگوں کی نظریں اس وقت کہاں جاتی ہیں، تھانے کی طرف ہی جا سکتی ہیں اور کہاں اپنی فریاد کریں، کون سنتا ہے۔ تھانے میں جاتے ہیں تو تھانے دار صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے زخم مجھے نظر آتے ہیں، آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی، آپ کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں مگر میرے پاس وہ اختیار نہیں کہ ان فوجی بوٹوں والوں کے خلاف، بے شک وہ سپاہی کیوں نہ ہو، اس کے خلاف کارروائی کرسکوں۔

جناب! اگر یہی فوجی ادارے کا حال ہے، یہی FWO کا حال ہے، اور یہی NHA کا حال ہے کہ اس ہائی وے کے اندر جو پاکستان کا سب سے بڑا ہائی وے ہے، موٹر وے ہے۔ جس کے اوپر ہر قسم کا شہری، ہر شریف شہری سفر کرتا ہے، اس کے بچوں اور عورتوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ آئندہ آپ یقین کریں یہ آپ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، میرے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، ایوان میں بیٹھنے والے ہر ایک کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ قانون سے بالا تر ہیں، اس لیے کہ وہ اخلاق سے بالا تر ہیں، اس لیے کہ آئین اور قانون نے ان کو کبھی گرفت میں نہیں لیا۔

آج ایوان کے توسط سے جو میں نے نوٹس دیا ہے اس کے اندر تمام تفصیلات موجود ہیں۔ اس کی گھڑی کو چھین لیا گیا، اس سے پیسے چھین لیے گئے۔ یہ ڈاکا ہے جناب عالی، ایک خاتون کی حرمت پر ڈاکہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہے اور

تعزیرات پاکستان کے تحت وہ لوگ 354 کے مجرم ہیں۔ یہ قانون کے محافظ، قانون کے لٹیرے ہیں اور یہ ڈاکو ہیں۔ ان کے خلاف (3)17 حدود آرڈیننس کے تحت چالان کیا جائے، گرفتار کیا جائے اور ایوان کو بتایا جائے کہ اس قسم کے واقعات آئندہ نہیں ہوں گے اور مجرموں کو واقعی پکڑا گیا ہے۔ اگر ان کو نہیں پکڑا جاتا، ان کو کھلی چھوٹ دی جاتی ہے تو کوئی بھی شریف شہری اس ہائی وے سے نہیں گزر سکے گا۔ یہی میری گزارش ہے۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! Point of Order، میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کردوں کہ یقینی طور پر---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ اس بات کو ختم ہو لینے دیں ذرا۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: بس یہی میری دو باتیں ہیں۔ ہم کلاشنکوف کلچر کے خلاف ہیں، ہم feudal culture کے خلاف ہیں، ہم tribal culture کے خلاف ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم پارلیمنٹ جو قانون بنانے والا ادارہ ہے، جو عوام کو تحفظ دینے والا ہے، آج ہماری لاجز میں سر عام کلاشنکوف عام ہے۔ گاڑیوں کی گاڑیاں محافظ کے طور پر ایم این اے کے ساتھ، سینیٹر کے ساتھ ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک واقعے کی بات ہو رہی ہے، جنرل بات کو بعد میں کرلیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میں سمجھتا ہوں یہ بات قانون کے منافی ہے اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سمجھتا ہوں کہ this is a very serious matter. اور سب سے بری بات اس میں یہ ہے کہ پولیس والے لکھتے ہیں، ساری رپورٹ ہے جس میں ذکر ہے کہ میری پھوپھی ڈاکٹر راحیلہ صاحبہ بھی سفر کر رہی تھیں۔ ان تمام لوگوں نے ان کے ساتھ ہاتھا پائی کی اور بندوق کے بٹ مارے۔ آگے کیا لکھتا ہے کہ درخواست کے اندر کسی قابل دست اندازی جرم کا سرزد نہ ہونا پایا گیا ہے لہٰذا اس درخواست کو درج روزنامچہ کیا جاتا ہے۔ I wish that Minister for Interior is here کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خاتون ہیں، لیڈی ڈاکٹر

ہیں، اپنے کام پر جا رہی ہیں، ان کے ساتھ یہ واقعہ ہوتا ہے اور سب سے شرمناک بات ہے کہ تھانے دار اتنا بے حس ہے، اتنا بے حس ہے کہ کہ لکھتا ہے کہ سر دست کوئی قابل دست اندازی جرم یا واقعہ نہیں ہوا۔ چونکہ ہم سب وکالت کرتے ہیں۔ جرم 337(f) بنتا ہے، قابل دست اندازی پولیس ہے، 392 بنتا ہے، 354 بنتا ہے، تمام یہ قابل دست اندازی پولیس ہیں۔ میں خود یہ عرض کروں گا from the Chair کہ perking is an offence which entails dismissal from service. This is a case of perking. I would request the Minister to take notice of it and inform the House وضاحت کی بات نہیں ہو رہی inform the House as to what action has been taken, not tomorrow dayafter.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ)، جناب ! میں ساری details لے لیتا ہوں اور وہاں سے رپورٹ وغیرہ منگوا لیتا ہوں پھر جو بھی facts ہیں، دونوں پارٹیوں کو سننا ضروری ہے، اور اس کے بعد جو بھی بات ہوگی ایوان میں پیش کردی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ law is, first case should be registered پارٹی نہیں سنی جاتی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب! میں نے عرض کیا کہ میں وہاں سے رپورٹ منگوا کر پیش کردوں گا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اس میں اگر غلط بھی ہو case should have been registered.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب ، میں نے عرض کیا ہے میں ایوان میں پیش کردوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، امان اللہ صاحب ! دے دی ہے ۔ Thank you very much. سواتی صاحب کو سن لیں ۔ عباسی صاحب کے بعد آپ بولیں جی ۔

Re: REFUSAL OF AMERICAN VISA TO EMINENT PERSONALITIES OF PAKISTAN

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی ، جناب چیئرمین! میں اس بات کو clarify کروں کہ مولانا فضل الرحمن صاحب سے متعلق جو رپورٹ ہے ۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ دو سال پہلے میں نے JUI میں شمولیت اختیار کی امریکہ میں رہتے ہوئے اور مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میں واحد پاکستانی بلکہ واحد مسلم ہوں جس نے American citizenship کو اپنے ملک میں آکر خدمت کرنے کے لیے خیرباد کہا ۔ میں پورے وثوق کے ساتھ اس ایوان میں کھڑے ہو کر بڑی responsibility کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ مولانا فضل الرحمن صاحب کا یا JUI کا کسی بھی دہشت گرد تنظیم سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ میں نے یہ بات State Department کو بھی کہی ہے ، امریکہ کے اعلیٰ حکام بھی اس بات سے واقف ہیں کہ میں نے JUI اپنے ملک کی ضروریات کے مطابق ، اپنے ضمیر کی آواز پر join کی ہے ۔ اگر خدانخواستہ اس جماعت کا کسی دہشت گرد تنظیم سے تعلق ہوتا تو میں کبھی بھی JUI میں شامل نہ ہوتا ۔ خدا کا شکر ہے ، آج میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے JUI کے اندر اپنے ضمیر کی آواز پر شمولیت اختیار کی ہے ۔

جناب والا! دوسری بات کی میں وضاحت کردوں کہ جاوید اقبال اس ملک کے ضمیر کی آواز ہیں ۔ پاکستان امریکن کانگریس جو ایک bridge builder ہے امریکہ اور پاکستان کے درمیان ، جس میں تقریباً 67 کانگریس کے نمائندے شامل ہیں پاکستان کی مدد کرنے کے لیے ، پاکستان کی آواز کو ان ایوانوں میں اٹھانے کے لیے اور اسی طریقہ سے کم از کم دس یا پندرہ امریکن سینیٹرز اس جماعت میں شامل ہیں ۔ یہ وہ تنظیم ہے جو واقعی امریکہ میں پاکستان کے لئے ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے ۔ جاوید اقبال صاحب ان کی دعوت پر وہاں جا رہے تھے اور 23،24 اور 25 کو Washington Capital Hill کے اندر پاکستان کی آواز انہوں نے اٹھانی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مقامی امریکن قونصلیٹ نے ان کو ویزہ نہیں دیا ۔ میں اس ایوان کی طرف سے اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کی توہین ہے ۔ انشاء اللہ

تعالیٰ یہ آواز امریکہ کے ان ایوانوں میں پہنچے گی کہ پاکستان کے ساتھ کیوں یہ دہرا سلوک کیا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ عباسی صاحب۔

سینیٹر محمد الیاس بلور، جناب چیئرمین! میں نے سب سے پہلے ہاتھ اٹھایا ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! میں نے کل سے اٹھایا ہوا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! ویسے بلور صاحب نے سب سے پہلے اٹھایا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیگ صاحب! آپ اپنے الفاظ تبدیل کیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب میرا point of order کہہ لیں یا میری جو بھی بات ہے وہ بھی Interior Minister صاحب سے متعلقہ ہے۔ ان کی بڑی مہربانی ہو گی کہ وہ تھوڑی توجہ سے میری بات سنیں۔ جناب! میں آپ کی توجہ حیدرآباد میں ہونے والے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ relate کرتا ہے، ہمارے ایک MPA ہیں------

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی please۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اور مجھے یہ سن کر دکھ ہوا ہے۔ جاوید اقبال صاحب ہمارے colleague تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہمارے استاد تھے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، وہ سپریم کورٹ کے جج بھی رہے ہیں۔ اگر ان کو American Embassy سے ویزا refuse ہوتا ہے تو میں Ministry of Interior سے التماس کروں گا کہ انہوں نے یہ معاملہ ابھی تک take up کیوں نہیں کیا، اگر جاوید اقبال کے متعلق بھی معاملہ take up نہیں کیا جا سکتا تو پھر کس شہری کے متعلق take up کیا جا سکتا ہے۔ ہم بڑے پُرزور طریقے سے استدعا کریں گے کہ حکومتی level پر بھی یہ معاملہ take up ہونا چاہیے۔ جاوید اقبال کو ویزا ملنا چاہیے، وہ ایک محب وطن شخص ہے، جاوید اقبال علامہ اقبال کا

بیٹا ہے، اس کو take up کرنا نہ صرف ہماری ذمہ داری ہے بلکہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے۔
اس معاملے پر جلد از جلد action لیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب یہ ویزے کا مسئلہ تو میرے خیال میں Foreign Office سے کروا لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، ان کی بات کو ہم بھی support کرتے ہیں، میرے خیال میں Ministry of Foreign Affairs concerned ministry ہو گی اور اسے Visa Centre کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھانا چاہیے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب یہ معاملہ ہمارے لیے عزت نفس کا معاملہ ہے اور یہ بات گورنمنٹ کی ہو، Interior کی ہو، Foreign Office کی ہو کسی کی بھی ہو، government as a whole اس معاملے میں پوری توجہ دے کر action لے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی قاضی صاحب۔

(مداخلت)

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf (Federal Minister for Education) : Sir, by the way can I reply on behalf of the other Minister if he is not here. Sir, basically Foreign Office has to reply or has to take cognizance. I just want to put across one or two points. One is that after 9/11, the Americans have become so paranoid about their security that this is not the first instance, it has happened to Sami-ul-Haq sahib. It has happened to lot of other citizens of Pakistan and other Muslim countries. They are paranoid about the Muslims, they are paranoid about the Muslim names and therefore, I think gradually the sense is dawning on them that every Muslim is not a terrorist, whatever has happend is definitely regrettable. Sir, but I would like to point out one thing that we

in our reaction have also been very timid. We have never protested when they have mistreated our citizens, whether it was Americans, whether it was Indians, whether it was any other country and I would here quote the example that even when we gave refuge to the Afghans, who use to come in without passport and visa and came in millions, if a single Pakistani went across the border into Afghanistan, he was jailed for not having a visa, this is a fact. Lot of people we got freed during Professor Rabbani's government time, who had been imprisoned because they had crossed the border, young boys from Peshawar who went to see Kabul thinking that since the Afghanis are on this side we can also go that side, but they were imprisoned.

(Interruption)

Senator Lt. Gen (Retd.) Javed Ashraf: Let me finish please Sir, the point is that we should have bilateral treatment with the countries. If somebody mistreat our citizens, we should put similar restrictions on them, rather then taking everything typically........

Mr. Presiding Officer: That's how Minister Interior becomes relevant.

(Thumping of desks)

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: And it applies to America, it also applies to Afghanistan, everybody.

Mr. Presiding Officer: So, I suppose on the last note, the Interior Minister has become relevant, as far as the bilateral treatment is

concerned. Wasim sahib you would like to comment on this? Yes Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب ! ہم Foreign Office statement چاہتے ہیں اور واضح statement آنی چاہیے - یہ direction دیجیے Foreign Office کو کہ کل ہمیں یہ بتائیں کہ کیا action لیا گیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: What should be the mechanism?

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, you direct the Foreign Minister to come over here, the Minister for State or Minister for Foreign Affairs, should make a statement on the floor of the House.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، میرا خیال ہے کہ ساری باتیں سن لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب امریکہ نے یہ پابندی لگائی ہے کہ جو بھی اس کے ملک میں داخل ہوگا اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے finger prints لیے جائیں تو Mexico پہلا ملک تھا جس نے کہا کہ اگر آپ Mexican شہریوں پر یہ پابندی لگائیں گے تو جو امریکن Mexico میں داخل ہوگا اس کو بھی یہی کرنا پڑے گا - آپ یہ پابندی لگا دیجیے کہ جو پابندیاں ہمارے لیے وہاں پر لگائی گئی ہیں جو امریکن آئے گا خواہ وہ Condaleeza Rise ہے یا کوئی بھی ہو یہی آپ کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: So, it is consensus of the House that in order to have reciprocal treatment met out to US, I would call upon Minister, Foreign Office or the State Minister to come and respect this House and apprise as to what is State policy on this issue, tomorrow. Abbasi sahib.

RE: ARREST OF MPA IN SINDH

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ! ہم سب آپ کی اس رولنگ کو welcome کرتے

ہیں - یہ بالکل bilateral چیز ہے اور bilateral actions اس کو روکیں گے جو چیز عرصے سے ہوتی آ رہی ہے -

جناب! جیسے میں نے کہا کہ میرا وزارت داخلہ سے متعلق ہے اور خوش قسمتی سے وزیر داخلہ موجود ہیں - جناب! میں آپ کی توجہ پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک ایم پی اے جناب زاہد بھرگری کی arrest کے متعلق دلانا چاہتا ہوں- یہ مسئلہ پہلے اس ہاؤس میں اٹھا تھا لیکن اب جو گھمبیر صورتحال سندھ کے اندر پیدا ہوتی جا رہی ہے اور جس طریقے سے وہاں political workers, Human Rights activists, وکلاء ' سیاسی کارکنوں کے خلاف جو ایک تشدد کی مہم چلی ہوئی ہے یہ اس باب میں ایک نیا اضافہ ہے - کل یہاں تک ہوا ہے کہ زاہد بھرگری صاحب کو جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی حیدرآباد سٹی کے صدر ہیں - ان کو ایک بم دھماکے کے کیس میں ملوث کیا گیا ہے جس سے اسکا کوئی تعلق نہیں - بم دھماکا کہاں ہوا ہے وہ سن میں - سن جو ہے وہ سہون کے نزدیک ہے اور یہ حیدرآباد سے اسی میل دور ہے - سن میں بم دھماکا ہوا ہے اور اس کو پکڑ کر آمری ' آمری اگر آپ جائیں- یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جو بالکل جنگل میں ہے اور اس کا تھانہ بھی جنگل میں ہے - تھانہ بھی کچے کے علاقے میں ہے جو دریا کے ساتھ ہے - اس کو ایک بم دھماکے کے کیس میں involve کر کے حیدرآباد سے اٹھا کر آمری تھانے shift کیا گیا- آمری تھانے سے اس کو پھر Anti-terrrorist Act میں ' جناب ! یہاں Anti-terrorist Act کے حوالے سے بات کرتا ہوں - ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ Anti-terrorist Act جو ہے یہ terrorists کے خلاف استعمال نہیں ہوگا - یہ دہشت گردوں کو کوئی قلع قمع نہیں کرسکے گا ' ultimately یہ سیاسی کارکنوں کے خلاف استعمال ہوگا - کل پھر اس کو آمری تھانے سے لاکر سومیل واپس حیدرآباد میں ایک Anti-terrorist court کے سامنے پیش کر کے اس کا remand لیا گیا-

جناب! ایک ایم پی اے ' اور وہ اس حوالے سے ہمارے لیے سینیٹ کے لیے ' important ہے کہ ہماری provincial assemblies ہمیں elect کرکے یہاں بھیج رہی ہیں تو ایک ہمارا جو elector ہے اس کے ساتھ اگر ایک صوبے میں یہ شر ہو رہا ہے اور یہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ میں اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے - ہم اب تک انتظار میں ہیں جناب! تین

دن ہوئے رضاربانی صاحب نے ایک point اٹھایا تھا لیکن ابھی وزارت داخلہ کی طرف سے اس issue پر کوئی statement نہیں آئی - جناب! اگر اس طرح Anti-terrorist Act کا استعمال کیا جائے گا سیاسی کارکنوں کے خلاف ، آپ نے دیکھا لاہور کے اندر کیا ہوا؟ لاہور کے اندر سیاسی کارکنوں کے خلاف elected MNAs, Senators کے خلاف Anti-terrorist Act کا استعمال ہوا - آج جو ضمانتیں ہوئی ہیں تقریباً ساڑھے چھ سو آدمیوں کو involve کیا گیا ہے Anti-terrorist Act میں - جناب! اگر اس طرح سے حکومت چلانا ہے، اگر اسی طریقے سے کرنا ہے تو پھر resistance تو آئے گی - ہاؤس کے اندر اور باہر بالکل resistance آئے گی- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کی بے حسی کی بات تھی کہ بے حسی تھانیداروں کے اندر آگئی ہے- اس کی جناب! وجہ یہ ہے کہ ہم Parliamentarians اپنے electors کو اپنے Parliamentarians کو protect کو نہیں کرسکتے- ہماری privileges motions رل رہی ہوتی ہیں لیکن ان پر کوئی شنوائی نہیں ہوتی - جب آپ نے بیوروکریسی ، تھانیداروں اور علاقے کے پولیس والوں کو اتنے اختیارات دیے ہوئے ہیں کہ brutality کے ساتھ ، عورتوں کو drag کریں ، women Parliamentarians, کو ، women political activists کو drag کریں اور ان کی قمیضیں پھاڑ کر ان کو ننگا کریں- جب آپ نے ان کو اتنے زیادہ اختیارات دیے ہوں گے تو عام شہری کے ساتھ اسی قسم کے واقعات ہوں گے جن کا امان اللہ کنرانی صاحب نے ابھی اپنے point of order پر ذکر کیا اور آپ نے اس کا صحیح نوٹس لیا- یہ اسی کا نتیجہ ہے - میں اب بھی وزیر داخلہ سے request کروں گا کہ خدا کے واسطے اس طرح کے actions نہ کریں کہ جو سراسر بدنیتی پر مبنی ہیں ، mala fide actions ہیں- جناب والا! میں زاہد بھرگری کے ساتھ ہونے والے سلوک پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور میں توقع کروں گا کہ وزیر داخلہ صاحب کوئی نہ کوئی اس بات کا ہمیں آج جواب دیں گے- بڑی مہربانی-

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب والا! دو دن پہلے زاہد بھرگری صاحب کا واقعہ اس floor پر آیا تھا اور میں نے اس دن کی جو بھی situation تھی، وہ معلوم کر لی تھی- رضا ربانی صاحب نے مجھے کہا تھا، وہ اس وقت موجود نہیں ہیں، وہ آنریبل آدمی ہیں اور میرے خیال میں وہ میری بات کی تائید کریں گے، کیونکہ سندھ اسمبلی کا بھی اجلاس چل رہا تھا، وہاں بھی یہ مسئلہ

اٹھایا گیا تھا اور رضا ربانی صاحب نے کہا تھا مجھے information مل گئی ہے' کوئی ضرورت نہیں ہے' we continue with this House. یہ تو پہلی clarification ہے۔

Mr. Presiding Officer: It is a non-issue then.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، Yes sir. جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہ سارا سلسلہ صوبائی حکومت کے تحت ہوا اور ہم parliamentarians کی عزت کرتے ہیں اور honourable member کے sentiments and concerns ہم definitely صوبائی حکومت تک ضرور پہنچائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! یہ ایک elected MPA ہے' میرا elector ہے۔ سندھ سے جتنے ہمارے سینیٹرز یہاں elect ہو کر آئے ہیں' اس نے ان کو ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے۔ اگر میں اس کی بات نہ کروں' اگر میں یہ نہ کہوں کہ اس کے خلاف Anti-Terrorist Act کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا جو واقعہ اس کے علاقے میں بھی نہیں ہوا۔ اس کا تعلق حیدرآباد شہر سے ہے اور ایف آئی آر میں کیا لکھا ہے کہ دہشت گردی کے مقدمے میں ایک زاہد بھرگری کو ہم نے پکڑ لیا ہے

Mr. Presiding Officer: Just a minute. Take your seat please.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، Sir, this is not a non-issue میں آپ سے سخت اختلاف کرتا ہوں' آپ نے کہا کہ this is non-issue میرے لیے یہ issue ہے۔ This is an issue. زاہد بھرگری صاحب نے مجھے elect کرکے یہاں بھیجا ہے۔ جتنے بھی ہمارے سندھ کے یہاں سینیٹرز ہیں ان کو اس نے ووٹ دے کر بھیجا ہے۔ یہ بالکل ایک issue ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Just a minute please. بات یہ ہو رہی تھی کہ انہوں نے رضا ربانی صاحب کا حوالہ دیا اور کہا کہ ہاں وہ اس بات سے مطمئن ہیں' جو انہوں نے کی ہے۔

Even though Raza Rabbani has said this, I would ask the Minister that he

should take the House into confidence and apprise the House as to what is the latest position in the field

جو بھی ہے، ہمیں اس کی اطلاع کریں اور یہ پرسوں انشاء اللہ ہو گی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب والا! میں ایک clarification کر دوں ، ربانی صاحب کی بات میں نے کی تھی وہ ان کے پہلے allegation کے متعلق تھی کہ اس کے متعلق statement نہیں آئی، میں نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ابھی statement دینے کی ضرورت نہیں ہے I know the fact کہ ابھی کیا پوزیشن ہے دوسری بات یہی ہے کہ میں پھر ان کو assure کرتا ہوں کہ

we will take up this matter with the provincial government

Mr. Presiding Officer: And find out what is the actual position.

اخبارات سے ہٹ کر ویسے واقعات کیا ہیں اور اس میں آپ کو ایک دقت آئے گی

let us be aware of this that if the matter is before the court, we have to reconcile with this.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، وہ کارروائی اپنی جگہ ہوگی لیکن میں نے جو points اٹھائے ہیں کم از کم ہمیں اس کے بارے میں بتایا جائے، کل پولیس والوں نے اس کا منہ باندھ کر ، یہ سندھی اخبارات میں رپورٹ آئی ہے، شاید انگریزی اخبارات میں یا اسلام آباد کے پریس میں ، ہماری اخبارات ، معذرت کے ساتھ ، ذرا ریجنل ہوگئی ہیں۔ میں سندھی کے دو اخبارات "عبرت اور کاوش" لے کر آیا ہوں ، ان کے مطابق ان کے منہ پر کپڑا باندھ کر ان کو anti terrorist court لے جایا گیا ہے، وہاں سے سارے لوگوں کو باہر نکال کر کورٹ سے ان کا ریمانڈ حاصل کیا گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، Let us have a report. وزیر صاحب آپ رپورٹ کل یا پرسوں دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، پرسوں دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پرسوں رپورٹ دے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ کوشش تو کریں کہ کل رپورٹ دے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، I will try my best. آپ پرسوں کا ٹائم دے دیں ۔

Mr. Presiding Officer: Yes, Enver Baig.

Senator Muhammad Enver Baig: I would like to ask the honourable Minister for Labour and Manpower, sir, he is sitting and gossiping, can I have his attention?

Mr. Presiding Officer: Minister for Manpower is absent even though he is sitting at back. I request the Minister to come to the front seat please.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, eversince last year the government has been hyping export of manpower of about hundred thousand people to Malaysia. I have been told that there is absolutely no recruitment and the memorandum signed is only a piece of paper and the Malaysian Government is recruiting people from elsewhere and not from Pakistan. I would like to know from the honourable Minister as to what the Government of Pakistan has done in that regard. Thereby they have promised the Pakistani people and the workmen over hundred thousand jobs in Malaysia. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Would you take up the question?

Senator Tariq Azim Khan (Minister of State for Labour and Manpower): I can answer it more in detail but I can only point out to him

that recently we have signed a memorandum of understanding with Malaysia as they are now specifying whether they go through the official channel i.e., through the Ministry or they can go through private channel If you want any more detail, please put a question, I will be more than happy to answer.

Senator Muhammad Enver Baig: Memorandum is now a piece of paper which has to go into the dustbin. There has been no recruitment as far as Malaysia is concerned from the Overseas Employment Corporation which is a Government organization. I would like to know from the honourable Minister what is the status of that issue today.

Mr. Presiding Officer: I think he cannot reply off the cuff, give him sometime.

Senator Tariq Azim Khan: No, I can very well answer the last question that he has raised. Of course, the honourable Member very well knows that all memorandum of understandings are pieces of paper and they are not agreements There is no agreement as such because agreement will be with the employer and the employee. At the moment it is understanding between the Government of Malaysia and the Government of Pakistan. If you have any specific question, if the honourable Senator puts it, I will be more than happy to answer.

Mr. Presiding Officer: Now I request Mr. Ilyas Bilour Sahib.

سینیٹر الیاس احمد بلور، آخر میری باری آ ہی گئی sir, so nice of you میں کوئی

زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں budget میں figure کی fudging کی بات کرنا چاہتا ہوں جو
میں نے اپنی تقریر میں بھی کی تھی۔ پاکستان گورنمنٹ نے جب بجٹ announce کیا تو اس
وقت انہوں نے کہا .trade deficit will be 4.5 billion اور State Bank کی جو report
آئی تھی اس میں جولائی اپریل کا جو deficit تھا وہ 4.8 تھا اور یہ 6 billion ہو گا۔

آج کے اخبار Business Recorder میں چھپا ہوا ہے کہ 11 مہینے کا trade
deficit 5.511 billion ہے but we are expecting 6 billion a high trade deficit.

میں گورنمنٹ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را عوام سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔ صحیح
figures دیں، کیا قیامت آ جائے گی۔ میں نے یہ اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ڈاکٹر اشفاق اور
ڈاکٹر شاہ صاحب کو figures غلط دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ہمیشہ سے غلط figures
دیتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ State Bank کے figures پر believe کرتے ہیں،
ہمارے figures پر نہیں کرتے۔ آج State Bank کا figure صحیح شائع ہوا اور صحیح ثابت ہو
گیا کہ وہ جو 9 مہینے کے تھے وہ 4.8 تھے اور یہ آپ سال کا 4.8 بتا رہے ہیں۔ میں ایک بار پھر
کہتا ہوں کہ بجٹ میں اور دوسرے جو figures آتے ہیں خدارا ان کی fudging نہ کیا کریں اور
قوم کو صحیح باتیں بتایا کریں جو actual ہوں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب حاجی لیاقت علی بنگزئی صاحب۔

RE: DISTRIBUTION OF QUESTIONNAIRE IN SCHOOLS

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! میں وزیر تعلیم صاحب کا شکریہ ادا کرتا
ہوں کہ انہوں نے صحیح طور پر ایک پاکستانی ہونے کا ثبوت دیا۔ آج کا یہ اخبار میرے سامنے موجود
ہے۔ جس میں انہوں نے ایک این جی او کی شدید ترین لفظوں میں مذمت کرتے ہوئے ان
سے تفصیلات طلب کی ہیں۔ وزیر تعلیم کی حد تک جو انہوں نے اقدامات اٹھائے میں ان کا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! بات دراصل صرف تنبیہ تک نہیں ہے بلکہ باقاعدہ عملی طور پر ان کو
یہ دکھانا بھی چاہیے کہ ٹیچر ٹریننگ ورکشاپ جو ایک این جی او کے زیر انتظام چل رہی تھی۔
وہاں پر ایک سوالنامہ مرتب کر کے ان کو دیا گیا تھا جس میں فحش تصاویر بھی تھیں اور ساتھ میں

ان بچیوں کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ فارم آپ اپنے گھروں میں نہیں لے کر جا سکتے۔ ایک بجے تک ان کو یہ سوالنامے دیے گئے تھے۔ ایک بجے کے بعد ان سے یہ سوالنامے لیے گئے۔ مجھ سے بہتر یہ بات وزیرتعلیم صاحب کے علم میں ہوگی۔ میری اطلاعات اس اخبار تک محدود ہیں۔ میں جناب وزیرتعلیم سے اور ہمارے جو اقتدار کے سرخیل ہیں، حکومت ہے، میں ان سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ بار بار ہمارے ملک میں بچوں اور بچیوں سے اس قسم کے سوالات مرتب کر کے پوچھے جاتے ہیں جن کا کوئی اخلاقی پہلو نکلتا ہے، نہ کوئی سماجی پہلو نکلتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جن کی کوئی تعلیمی پہلو میں بھی افادیت نہیں ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک رولنگ لینا چاہتا ہوں کہ آپ براہ کرم ملک میں موجود تمام این جی اوز کو باقاعدہ ایک حکم نامہ جاری کریں کہ خدا کے لیے وہ ہماری نظریاتی مملکت کو اس طرح سرعام رسوا نہ کریں اور ہمارے بچوں اور بچیوں سے اس قسم کے سوالات نہ پوچھے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیرتعلیم صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب چیئرمین! یہ پوائنٹ جو انہوں نے اٹھایا ہے یہ بڑا pertinent point ہے۔ اس کے اوپر میں ہاؤس کو inform کرنا چاہتا ہوں کہ جو اخبار میں آیا ہے اس سے ہم آگے جا چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو ہمارے donors ہوتے ہیں۔ این جی اوز کو employee کرتے ہیں اور اس میں past میں منسٹری کے ساتھ کوئی interaction نہیں تھا اور یہ این جی اوز پھر اپنا جو بھی پراجیکٹ ہوتا ہے اس کو run کرتے تھے۔ جس طرح کہا گیا کہ ٹیچرز ورکشاپ یہ این جی او چلاتا تھا اور اس میں جو سوالنامہ اور جس قسم کا میٹریل باہر کے ملکوں میں ہوتا ہے جب یہ translate کرتے ہیں تو unfortunately یہ اس کو اپنی تہذیب اور اپنی سوسائٹی کے مطابق نہیں ڈھالتے۔ آپ اس کو نالائقی سمجھیں۔ جو ان کو کرنا چاہیے یعنی ہماری سوسائٹی، ہماری تہذیب جن سوالات کی اجازت نہیں دیتی۔

Mr. Chairman: Is it by design also.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: No sir, I do not think it is by design.

لیکن I think definitely it is not acceptable تو یہ چیز جب میرے نوٹس میں آئی کہ اس قسم کا سوال موجود تھا تو اس کا میں نے کہا کہ پہلے مجھے دکھایا جائے اور پوچھا جائے کہ کب سے ہوا، کیا ہوا وغیرہ وغیرہ ۔ اس کے بعد آج جو actionمیں نے لیا ہے، میں نے اس پروگرام کو cancel کر کے اس این جی او کی entry ban کر دی ہے۔ تو یہ میں House کو کچھ inform کرنا چاہتا تھا کہ یہ action ہم نے لیا ہے۔ آئندہ کے لیے ایک خط ہم نے بھیجا ہے کہ کوئی بھی سوالنامہ یا کوئی بھی چیز ہوتی ہے آئندہ اس کو vet کروایا کریں ہماری منسٹری سے اس سے پہلے کہ آپ بچوں میں بانٹیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کو آپ بحیثیت مجموعی evaluate کریں۔ جو ٹھیک کام کر رہے ہیں ان کی ضرور مدد کریں۔ جو اس قسم کا کام کر رہے ہیں اس پر کوئی نہ کوئی پابندی، کوئی نہ کوئی نگرانی کی بے حد ضرورت ہے ورنہ ہرروز آپ کو ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے این جی اوز کے بارے میں ایک پالیسی بنایئے خاص طور پر جو foreign financed and foreign inspired ہیں۔ شکریہ۔

RE: STATUS OF NORTHEN AREAS

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I am referring a matter which concerns the territorial integrity of Pakistan. Sir, we raised an issue before a Committee of this august House that the appointments in the Northern Areas to the Chief Court had been made in violation of the law because criminals have been inducted who are facing murder, terrorist charges and persons who are not even actual practicing lawyers had been graced and conferred with the office of the highest judicial post in the Northern Areas

The Law Secretary of the Government of Pakistan, came up with the version that Northern Areas is not a part of Pakistan and therefore, the Senate has no jurisdiction.

Now, surprisingly and shockingly, of course, we over ruled that because I argued and referred it here that Northern Areas are a part of Pakistan. They had acceded into Pakistan and by virtue of Article 1(A) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 as well as the Constitution of 1956, any territory or area which accedes into Pakistan also forms a part of the territory of Pakistan. There is no doubt about that.

And, then we of course over ruled that. we said, "no", we are the custodians of the property of State and of Pakistan. It is not the Government's prerogative. We rejected the Government's plea. The Governments change and come and go but the State has to stay on. So, we, as the Federation, the Parliament, the Senate, of course, we are the custodians to protect the territorial integrity of Pakistan and we will not be deceived by any false statement made or any other statement made on exigencies that this is not a part of Pakistan.

Sir, now, I am shocked again to hear that even now General Musharraf, the President of Pakistan has also atoned to the same view resulting in a statement from India that Baltistan is a part of India and therefore, we are going to talk on that. Sir, I am shocked, I would refer to the statement here as to what exactly is the status of the Northern Area by virtue of the Government's own statement and the documents.

Mr. Presiding Officer: Are we on judicial appointment or are we on territorial?

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: On territorial.

Mr. Presiding Officer: I think, first is also more important.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Now, sir, what happens is that I will refer that how Northern Areas have already exceeded into Pakistan. There are documents with the Government of Pakistan which are singed with the first Governor General of Pakistan, the founder of the nation, Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah. Allow me to read this report from 1999, Supreme Court, page 1379 and I am reading, sir, page 1388 and this refers to para 3 and 4 of the memo petition in CP No. 11 of 1994. Now, this is the written statement of the Government of Pakistan which reads as follows.

"یہ کہ گلگت اور بلتستان نیز ریاست ہائے نگر، ہنزہ اور داریل وغیرہ نے 1947ء میں اپنے علاقوں کا الحاق پاکستان سے کیا چنانچہ نگر سٹیٹ کے سربراہ میر شوکت علی نے مورخہ 19 نومبر 1947ء کو الحاق کی دستاویز پاکستان کو پیش کی چنانچہ اس وقت کے گورنر جنرل پاکستان بابائے قوم حضرت قائد اعظم محمد جناح نے مورخہ 7 دسمبر 1947ء کو اسے قبول کرکے اس ریاست کو پاکستان میں شامل فرمایا۔ اسی طرح ریاست ہنزہ کے والی میر محمد جمال خان نے بھی پاکستان سے الحاق کی دستاویز حکومت پاکستان کو پیش کی جسے قائد اعظم نے ۷ دسمبر ۱۹۴۷ء کو قبول فرمایا۔ شمالی علاقہ جات کے عوام نے غاصبوں سے جنگ کرکے اپنے علاقے آزاد کرائے اور ان کا الحاق پاکستان سے کیا۔ اس طرح سے یہ علاقے عملاً اسی وقت سے پاکستان کے نظم و نسق سے وابستہ ہیں اور پاکستان کا حصہ ہیں۔ الحاق کی دستاویزات کی عکسی نقل ضمیمہ جات الف اور ب

ہیں۔ ان کی اصل حکومت پاکستان کی تحویل میں ہیں۔

Sir, after these arguments exist and this was the written statement given by the Federal Government before the Supreme Court and CP 94, I am really surprised that now the Law Secretary of the Government of Pakistan has given a statement that these are not territorial parts and parcels of Pakistan. How can he say this? No 1 Sir, kindly see thereafter this thing does not end here. There was a petition before the Azad Jammu and Kashmir High Court. Before the Azad Jammu and Kashmir High Court, somebody petitioned that Northern Areas are a part of the compact Kashmir, therefore, our courts and our administration should expand to the Northern Areas. The High Court accepted that petition. The Federation went up before the Supreme Court saying "no it is not a part of Azad Kashmir" and the Supreme Court of Azad Jammu and Kashmir upheld the objection of the Federation of Pakistan and said "no, this is not a part of Azad Jammu and Kashmir and Northern Areas had their own partiality" as I have submitted herein. This issue was therefore, settled by the Supreme Court of Azad Jammu and Kashmir. This issue was settled way back in 1947 when the founder of the nation, the first Governor General of Pakistan Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah accepted the accession document of Hunza, Baltistan, Gilgit and all those which have been reproduced here and Federal Government has those original documents and photostats have been placed on the judicial record of the Supreme Court. Now, I was shocked the other day when the Law Secretary before this House.....

Mr. Presiding Officer: What did the Supreme Court hold?

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: The Supreme Court held that 'yes', this is a settled issue and therefore, the Supreme Court has the jurisdiction They are citizens of Pakistan and, therefore, Supreme Court issued directions No 1, access of justice is a fundamental right and Appellate Court must be constituted over there. No 2, they said governance is also right of the people of Northern Areas and they issued directions and in which certain laws have been amended but still they are thirsty because the appellate forum has not been constituted.

Now, pursuant to this the law was amended but when the Chief Court was constituted over there sir, the nomenclature is of the Minister of the Government of Pakistan who is related to the Kashmir issues and the Northern Areas, he is known as the Chief Executive for the purpose of Northern Areas. It is the Chief Executive whose orders are issued from the Federal Government under the Parliamentary Ministry of the federation, of course, it issues a notification So, for all intention is not only that we have the jurisdiction, not only that the Northern Areas is an integral part of Pakistan having acceded and conceded into Pakistan from the year 1947 They should not make a dispute because then we are supporting India. This is, we are strengthening India by saying that this is a disputed part of Jammu and Kashmir. So that tomorrow what we are going to say ....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ویسے یہ point of order ہے یا speech ہے۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، جناب! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے پاکستان کی نادانی ہے۔

Mr. Presiding Officer: What is the point you are trying to make?

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, the point is Northern Areas.

میں تو پاکستان کی بات کر رہا ہوں

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہم نے آپ کا point of order سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، میں مختصر کر رہا ہوں۔

The submission is that Northern Areas, this controversy must be settled at the earliest. There should be a positive statement from the other side.

Mr. Presiding Officer: Just a minute. I will request Mr. Nisar A. Memon, he I think, had a lot to do with this judgement to implement it. Could he take the House into confidence?

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Is he in the House sir?

Mr. Presiding Officer: Yes he is in the House.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: That is fine. He is even in the committee also with us.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میمن صاحب! آپ نے سب کو surprise دے دیا۔

Senator Nisar A. Memon: Thank you Mr. Chairman, I was listening to him but by the fact, you are looking at me, I realized that you need some participation in it. Mr. Chairman, my submission is that this entire issue of the Northern Areas getting the liberation, fighting themselve against the Maharajas and then getting the freedom is a fact of life. This is also a fact that they wanted the people of the Northern Areas, they wanted to accede to Pakistan and till today, the people of Northern Areas, almost all of them are as good Pakistanis as we are. They all believe that Pakistan is their destiny. But the fact remains and I would like to remind the honourable Senator that it is not the policy of this Government. His party's previous three governments starting from late Zulfiqar Ali Bhutto when he was there, the policy has been to treat this area as area the fate of which finally will be decided when the entire issue of Jammu and Kashmir will also be decided.

Now, keeping in view that, because I felt that the honourable member was trying to employ that this Government is treating the issue differently, which is not the fact, historically, all governments in Pakistan have done. In fact, the legal framework order was introduced by the government and subsequently improved and what this Government and President Musharraf has done and now the Prime Minister Shaukat Aziz is working on, is to empower them more in order to help them. The elections were held, all the parties of Pakistan and the local Peoples Party participated.

Mr. Presiding Officer: Thank you, sir

Senator Nisar A. Memon: Mr Chairman, there is something that I would say that it is not fair.

Mr. Presiding Officer: Speech was a speech.

Senator Nisar A Memon: Mr Chairman, it is not fair to involve....

Mr. Presiding Officer: I thought, you are going to tell us about Judges' appointment. If you can't

Senator Nisar A. Memon : I will come to that.

Mr. Presiding Officer: If you can't throw light on this, I will ask Gen. Sahib to do so.

Senator Nisar A. Memon: No, I will like to comment on our foreign policy today.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بات آپ نے پھر لمبی کر دی ہے۔

Senator Nisar A: Memon: On our foreign , this is a sensitive matter.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اتنے میں گاڑی لنگ جاندی اے۔

Senator Nisar A. Memon: Therefore, it should not have been discussed like this. Now, in addition to that on the Judges if the honourable Minister should make a statement that will be better.

Mr. Presiding Officer: O.K.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : Sir, without going

into any ......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، جنرل صاحب! میں گزارش کروں۔ ہوا یہ تھا کہ کھوسہ صاحب کہہ رہے تھے the Supreme Court had directed

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : Sir, I have heard whatever the point was given. I will explain the background and the rationale why it is so. I think it is not that this party did that or that party did, it is the deliberate policy of the Government of Pakistan irrespective of which party has been involved. Its historic background is sir, that Northern Areas, these parts were not integral part of State of Jammu & Kashmir under the Dogra Maharaja as the rest of the State was. The reason is when the British sold Kashmir to Maharaja Gulab Singh, the treaty envisaged that this encompasses the areas upto east of River Indus and these areas are of west of River Indus. But Maharaja, having taken Kashmir, brought his forces and subjugated the States of Hunza and Nagar which then became semi-independent but paid tribute to the Maharaja. That was the status at the time of partition. But he stationed his troops here. These areas liberated themselves and rightly so and they asked for extension to Pakistan.

Sir, the problem came up when we agreed on a referendum. When referendum was agreed, the Government of Pakistan at that time felt that we needed the votes of this area in a future referendum whenever it takes place and that is why because of that Security Council Resolution and wanting the votes of these people they were never

absorbed into Pakistan, although the demand of the people of that area was that we want to be part of Pakistan. So, we could have made them part of NWFP or they could have been made a separate province but it was not done. They were deliberately kept in that State so that they could count the votes in favour of extension to Pakistan when it comes to the entire State of Jammu & Kashmir. Now this position was not liked by Azad Kashmir Government In 1993-94, when it was the Government of Peoples Party then Government of Azad Kashmir took a case in their High Court and the Azad Kashmir High Court gave a judgement that Northern Areas are part of Azad Kashmir. The Northern Areas people said, no, we are not ready to be part of Azad Kashmir. We are independent. We want to be part of Pakistan. So, they went into appeal in the Supreme Court and to the best of my knowledge and as I recall the case was not decided by the Supreme Court because of this ambiguity.

Mr. Presiding Officer: It was....

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : But sir, the fact remains that the Government of Pakistan has not implemented that judgement and it has kept this area as a special area. That is why we have a Chief Executive. That is why it is run under a ministry. That is why we have not applied the law of Pakistan into Northern Areas and it is being kept separate. For referendum, we want to keep it separate.

Mr. Presiding Officer: I think, on this issue, we will request the Law Minister to apprise the House.

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ ۔ انہوں نے اس کو criminal بنا دیا ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اسی لیے میں کہہ رہا ہوں اور گزارش یہ ہے کہ

Law Ministry has been working seriously on implementation of this judgement vis-a-vis sitting of the High court. It was this issue which was I think disturbing Nisar Memon Sahib also when he was dealing with the Kashmir Affairs. So, the implementation of a judgement is an issue and I would also like to ask Law Minister to tell us tomorrow or a dav after. I think a day after would be alright.

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب والا! ------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ بات کو لمبا نہ کریں۔ آپ اسے مکمل کریں۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب والا! وہ بات علیحدہ ہے۔ جناب والا! حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں لیکن پاکستان کا حصہ جو 1947 میں قائد اعظم محمد علی جناح، گورنر جنرل نے accede کیا into پاکستان، یہ کس حکومت کو اختیار ہے، چاہے ہماری ہے یا ان کی ہے یا کسی کی بھی ہے، کسی حکومت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کہے کہ پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: انصاری صاحب۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری: جناب والا! میں آپ کے ذریعے اس ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہمارے local اخباروں میں editorial اور مضامین آتے رہتے ہیں جن میں سندھ کے ساتھ جو بے انصافی ہوتی رہتی ہے وہ بیان کی جاتی ہے۔ خاص طور پر وفاقی حکومت کی جو scholarships ملتی ہیں اور جس میں سندھ حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے، اسے یہ پورا حصہ نہیں ملتا ہے۔ جو ملتا ہے، اسے اس طرح سے deal کیا جاتا ہے کہ scholarship کا وقت ہی ختم ہو جاتا ہے۔ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ آسٹریلیا کی طرف سے 500 scholarships وفاقی حکومت کو ملی ہوئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ انہیں province-wise تقسیم کیا جائے

تا کہ سب provinces کو اس کا حق مل سکے۔

Mr. Presiding Officer: Just last point of order. Mr. Kakar Sahib.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! کافی وقت ہوگیا ہے اور آج agenda بھی کافی ہے۔

Mr. Presiding Officer: We will stop it at 7' o clock.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ. جناب والا! شکریہ ۔ میری خوش قسمتی ہے کہ وزیر داخلہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ میرے دوستوں نے پولیس کی کارکردگی پر بات کی ہے لیکن میں ان کی بےچارگی پر بات کروں گا۔ آج کی خبر ہے کہ عروس البلاد کراچی میں بولٹن مارکیٹ کے ساتھ جڑے ہوئے Bolton Police Station کے سامنے کھڑے ہوئے ایک پولیس انسپکٹر اور اس کے دو ساتھیوں پر حسب روایت دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس واقعے میں انسپکٹر صاحب شہید ہو گئے اور دو سپاہی موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اسی روز ہی عروس البلاد ران چوڑ لائن پر ایک دفتر پر حملہ ہوتا ہے، ان پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور اس میں لوگ زخمی ہوتے ہیں اور پھر زخمیوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ اسی روز ہی عروس البلاد میں کئی ڈکیتیاں ہوئی ہیں، چوریاں ہوئی ہیں۔

جناب والا! میں police کے متعلق تو زیادہ بات نہیں کروں گا۔ police کا لفظ polite, obedient, loyal, intelligent, confident and efficient کے الفاظ سے مل کر بنتا ہے۔ اب ان چھ خصوصیات میں سے ان میں کون سی خصوصیت پائی جاتی ہے، ہمارے وزیر صاحب اس کی وضاحت کریں۔ حکومت سندھ ہر روز claim کرتی ہے کہ ہم دبنگ طریقے سے حکومت چلا رہے ہیں۔ جب عوام کے محافظ اس حال میں ہیں تو پھر عوام کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ڈاکٹر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب والا! میں point of order پر آپ کی توجہ اس

نکتے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے سیشن میں مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہونے والے واقعے کے بارے میں اس ایوان میں بات ہوئی تھی ۔ وہ ایک official visit پر تھے اور امور خارجہ کی committee کے delegation میں شامل تھے۔ اس واقعے پر ہاؤس میں بات ہوئی تھی اور اس وقت ہاؤس میں وزیرمملکت موجود تھے اور انہوں نے assurance دی تھی کہ وہ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرکے ہاؤس کو position سے آگاہ کریں گے کہ اس کے متعلق وزارت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ اس کے بعدہمیں کوئی رپورٹ نہیں دی گئی ہے ۔ آج آپ نے پھر ایک issue دے دیا ہے کہ ایسا معاملہ کیا جانا چاہیے۔ مجھے نہیں پتا کہ اس پر بھی کوئی جواب آتا ہے یا نہیں آتا ہے۔ اگر بات کرنے کا اتنا ہی نتیجہ نکلنا ہے کہ یہاں پر بات کر دی جائے، Chair بھی کچھ کہہ دے اور اس پر کچھ نتیجہ نہیں نکلنا تو پھرمیرا خیال ہے اس کا کوئی حاصل نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پہلے بھی ایک سوالنامے کی بات ہوئی تھی، وزیر تعلیم صاحب نے اس وقت بھی کہا تھا کہ وہ کسی NGO کی طرف سے تھا۔ ہم نے آئندہ کے لیے منع کر دیا ہے، NGO ایسا نہیں کرے گی۔ اب بھی ایک سوالنامے کی بات ہے، اب بھی assure کرایاگیا ہے اور میری دعا ہے اب ان کی assurance final ہو اور دوبارہ ان کو ہاؤس کو یہ نہ کہنا پڑے کہ آئندہ کوئی NGO ایسا نہیں کرے گی۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Bhinder Sahib, we have a committee on assurances, they can take notice of this.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، ٹھیک ہے جی۔

Senator Lt. Gen. (R) Javed Ashraf: Sir, because what I cannot assure that somebody unknowing to us will still not do it. What we have said is that they must send it for vetting to us. If they have told, we will take action which I have taken. I cannot assure that somebody will not repeat it again.

Mr. Presiding Officer: We come to the second item. Consensus

یہ ہے کہ سات بجے ختم کر دیا جائے، میں تو سنتا رہوں گا جی۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، کافی دیر سے میں ہاتھ کھڑا کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اگر Point of Order ہو تقریر نہ ہو۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی ، Point of Order ہے جی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بجٹ کامعاملہ ابھی مکمل ہونے کو ہے لیکن آج ہی اخبار میں آیا ہے کہ آٹھ کمپنیوں نے درخواست کی ہے نیپرا سے کہ بجلی کے نرخوں میں اضافہ کیا جائے پچاس سے ساٹھ پیسے فی یونٹ جبکہ Prime Minister Sahib نے post budget press conference میں یہ اعلان کیا تھا کہ کوئی mini-budget نہیں آئے گا اور قیمتوں میں اضافہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بجلی کے نرخوں میں اضافے کا مطلب مزید مہنگائی بڑھے گی، مزید عوام پر بوجھ آئے گا۔ بہت ساری فیکٹریاں پہلے ہی اسی سبب سے بند پڑی ہیں مزید فیکٹریاں بند ہو جائیں گی۔ ہم کس طرح دنیا سے compete کر سکیں گے۔

جناب والا! اس اضافے کو روکا جائے اس کی اجازت نہ دی جائے۔ دوسری بات یہ ابھی جو گلگت اور ہنزہ کے متعلق کہا گیا، یہ سراسر ناانصافی ہے کہ وہاں کے لوگوں کو نہ تو پاکستان کا حصہ قرار دیا جا رہا ہے نہ انہیں غیر سمجھا رہا ہے اور اس طرح سے ان کو ان کے حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ ان کی قسمت کا فیصلہ ضرور ہونا چاہیے۔

Mr. Presiding Officer: Its a Point of Order, not a motion please. Now, we come to the Adjournment Motion.

جناب Leader of the Opposition سے ہم نے کل فیصلہ کیا تھا کہ جو motions رہ گئی ہیں ان کو آج take up کریں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, there are actually five listed today. I will be grateful and make a request

that the three listed yesterday are be taken up today and the other two, I believe the Minister for Water and Power is not here so the other two can be deferred for tomorrow.

Mr. Presiding Officer: We will start with No 5. Farhatullah Babar Sahib.

Senator Farhatullah Babar: May I have a permission to move?

Mr. Presiding Officer: Please.

ADJOURNEMNT MOTIONS

RE: IMPORT OF RAW SUGAR

سینیٹر فرحت اللہ بابر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Sir, according to Press reports Economic Coordination Committee has decided to import raw sugar. This has caused grave concern amongst the sugarcane farmers as the sugar mills owners already are harassing the farmers by not buying the sugarcane resulting heavy losses to the farmers because a huge quantity of sugarcane is lying with them and is likely to be wasted due to the negative attitude of the sugar mills owners.

This, Mr. Chairman, is a matter of immediate and grave public importance which should be discussed on the floor of the House adjourning its normal business. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Anybody to oppose the motion? Yes, Mr. Farhatullah Babar. Bhinder Sahib, please keep on guiding us on the

rules.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، چونکہ ہاؤس نے take up کرنا ہوتا ہے۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، میں نے تو یہی کہا ہے بھنڈر صاحب کہ

adjourning a normal business of the House which should be taken up by the House.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: The House do now adjourn....

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، وہ الفاظ کی بات کر رہے ہیں۔

Senator Farhatullah Babar: And the House do adjourn to take up this business.

جناب چیئرمین! جس طرح کل بھی اس معزز ایوان میں یہ نکتہ اٹھایا گیا تھا کہ Adjournment Motions ڈال دی جاتی ہیں لیکن کسی وجہ سے وہ ایوان میں نہیں لائی جاتیں ۔ خود محترم بھنڈر صاحب نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ یہ جو Adjournment Motion ہے یہ اس خبر کی بنیاد پر ہے جو اخبار میں اس سال انیس جنوری کو چھپی تھی ۔ Adjournment Motion خبر چھپنے کے فوراً بعد ڈال دی گئی لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ کیوں یہ ایوان میں نہیں آسکی۔ جب House prorogue ہوا اس کے بعد اس Adjournment Motion کو دوبارہ renew کیا گیا اور آخری بار اس کی جو renewal ہوئی وہ اٹھائیس اپریل کو ہوئی جو اس نوٹس میں درج ہے اور یوں یہ اب پانچ مہینے کے بعد Adjournment Motion آ گئی ۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ جس طرح کل یہ بات کی گئی کہ سیکریٹریٹ کو یہ ہدایت کی جائے کہ Adjournment Motion جب بھی آئے تو جتنا جلدی ممکن ہوسکے اس کو ایوان میں لایا جائے ورنہ ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے ۔

جناب چیئرمین ! having said this اگرچہ یہ Adjournment Motion ایک ایسی خبر کی بنیاد پر ہے جو پانچ مہینے پرانی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اہمیت اور اس کی

آج اس وقت بھی برقرار ہے - پانچ مہینے پہلے جب یہ خبر آئی اور خبر میں یہ کہا گیا کہ sanctity

ECC کی meeting کے بعد Special Secretary of the Prime Minister Secretariat

told journalists during the briefing کہ sugar will be imported. Now Mr.

Chairman! what are the implications of this kind of statement or news

when it comes with reference to an important and responsible

government functionary. چینی پاکستان کے لیے ' ہمارے لئے ایک انتہائی اہم

agricultural produce ہے - Sugar indusrty ہر سال چینی سے چار بلین روپے Excise

Duty کی مد میں ادا کرتی ہے - پاکستان دنیا میں چوتھا بڑا sugarcane producer ہے اور

sugar production کے حوالے سے پاکستان دنیا بھر میں بارہویں نمبر پر ہے - تمام ملک میں

ستر سے زائد کارخانے ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ منسلک ہیں - Managers, Financial

Experts,Engineers,technocrat سارے ان کی تعداد ہزاروں میں بنتی ہے according

to one estimate 75000 people are directly involved in the sugar industry.

اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ farmers اس کے ساتھ کتنے زیادہ associated ہیں - جب

ایسی انڈسٹری کے بارے میں ایک بیان آئے -- جناب چیئرمین! تو آپ جانتے ہیں کہ بعض

commodities بعض products for certain countries ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر کوئی

بیان اگر سرکاری سطح پر آجائے تو اس کے دور رس اثرات ہوتے ہیں - مثلاً مڈل ایسٹ کی کسی

country میں اگر تیل کا وزیر یہ کہہ دے کہ ہمارا ملک تیل کی پیداوار بڑھائے گا یا کم کرے

گا تو جناب! اس سے تمام دنیا کی جو currencies ہیں وہ اوپر نیچے ہو جاتی ہیں - This is a

matter of record کہ جب سعودی عرب کے Oil Minister تھے جناب ذکی یمانی اور انہوں

نے صرف ایک دن یہ کہا کہ we are

contemplating to increase oil production تو ----

Mr. Presiding Officer: Let it be brief please. A little brief.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب! میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس خبر کے

بعد sugar industry, sugarcane growers they are going to be in a tail spin

اس لیے میری گزارش ہے کہ اس موضوع پر یہاں بھرپور بحث کی جائے کہ after all ہمارے اس ملک کی جو sugar policy ہے وہ کیا ہے - کیا ہماری sugar policy یہ ہے کہ ہم sugar میں self- sufficiency چاہتے ہیں ؟ کیا ہماری sugar policy یہ ہے کہ ہم اس پر excise duty لگا کر exice duty کی مد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں ؟ کیا ہماری sugar policy یہ ہے کہ import substitution ہو اور ہمیں import نہ کرنی پڑے - یہ خبر اگرچہ پانچ مہینے پرانی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز بڑی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس ایوان میں اس پر بحث ہونی چاہیے تا کہ sugar policy کو مرتب کرنے میں آسانی ہو اور مدد مل سکے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، جی صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! بابر صاحب نے جو sugar import کے اور farmers کے حوالے سے بات کی، ان کو میں مکمل support کرتے ہوئے اور اس adjournment motion کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اور بھنڈر صاحب نے پچھلے دو سال میں agenda کے حوالے سے جو باتیں کی ہیں ان کی مکمل تائید کرتے ہوئے آپ کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک classic example ہے کہ agenda ہوتا ہے لیکن یہ House میں discuss نہیں ہوتا۔

19 جنوری 2005، کے daily "Dawn" کی یہ رپورٹ ہے، اُسی وقت adjournment motion move ہوا، اس کے بعد ایک اجلاس ہوا اس میں اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی، پھر اس کا دوبارہ notice دیا گیا اور آج میرے خیال میں باقاعدہ پہلا اجلاس ہے جو کہ 28 اپریل کے بعد ہو رہا ہے اور جس میں ہم یہ discuss کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم sugar policy کو تو ضرور discuss کر سکتے ہیں لیکن adjournment motion کی شاید افادیت وہ نہیں رہی جو کہ اس وقت 19 جون کو تھی جبکہ یہ بات ہو رہی تھی۔ اس آئین میں ایک بات درج ہے کہ اس سینیٹ نے 90 دن کے لیے meet کرنا ہے، 90 دن میں وہ دن بھی شامل ہوتے ہیں جن میں ہم چھٹیاں کرتے ہیں، ہماری tendency یہ ہے کہ ہم نے یہ 90 دن پورے

کرنے کے لیے اجلاس کرنا ہے اور اس کے علاوہ شاید ہماری کوئی اور افادیت نہیں ہے۔ میں اس adjournment motion کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ کوئی ایسا schedule بنائیں کہ جو agenda آئے مثلاً جیسے میں یہ propose کروں گا کہ مہینے میں دس دن رکھ لیں اور 20 دن میں جو بھی agenda آئے، یہ دس دن یا بارہ دن بڑھا لیں، کوئی ضروری نہیں ہے کہ اگر ہم 90 دن کے بجائے 100 دن یا 110 دن کا اجلاس کریں گے تو شاید اس میں فرق آ جائے گا۔ جب ہم اجلاس requisition کرتے ہیں تو یہاں دو دن سے زیادہ requisition نہیں چلنے دی جاتی، حالانکہ agenda اتنا زیادہ ہوتا ہے لیکن اس کو نہیں چلنے دیا جاتا۔

میری اس sugar policy کے حوالے سے گزارش ہے اور مجھے یقین ہے کہ بوسن صاحب بڑے competent آدمی ہیں اور وہ ضرور کوئی positive بیان دیں گے، انہوں نے ہمیشہ farmers کے حوالے سے positive بیانات دیے ہیں۔ ابھی بھی میں ان سے یہی توقع کروں گا۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ ان adjournment motions کو جو کہ ہم سینیٹ میں لے کر آتے ہیں، ان کو مہربانی کر کے timely discuss کر لیا جائے تو میرے خیال میں ہم سب کے لیے اس میں بہت بہتری ہو گی۔ بڑی مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، ہم ایک agricultural country ہیں اور ہمارے زیادہ تر لوگوں کا ذریعہ معاش agriculture سے وابستہ ہے لیکن اس adjournment motion کی ضرورت اس لحاظ سے بھی ہے کہ کوئی long term policy نہیں بنی، پچھلے دنوں بھی Prime Minister sahib نے ایک کمیٹی بنائی جو price کو control کرنے کے لئے تھی۔ اس قسم کے measures, کبھی کہتے ہیں we are going to import vegetables, meat and you know that kind of a thing. یہ جو impact ہے اس پر discussion ہونا ضروری تھا، ضروری ہے۔ خاص طور پر آپ دیکھیں کہ آج کے resolution میں بھی price hike پر بات ہو رہی ہے اور یہ ایک اتنا important issue ہے کیونکہ جو چیز change ہو رہی

ہے وہ یہ ہے کہ روزانہ کے حساب سے قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور sugar جو آپ کی basic necessity ہے اس کے لیے اس قسم کا بیان جیسا کہ فرحت اللہ بابر صاحب نے کہا کہ اس سے complete disturbance آ جاتی ہے اورجس طرح کبھی گیہوں پر آ جاتی ہے کہ subsidy دے رہے ہیں' price بڑھ رہی ہے۔ Short term objects کے ساتھ adhocism رکھتے ہوئے decisions ہو رہے ہیں which is very very dangerous for the country. It is very important issue. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Next speaker is not here. I will request the Minister to give his point of view.

جناب سکندر حیات خان بوسن(وفاقی وزیر برائے خوراک و زراعت)، جناب! میں اس میں اتنی درخواست کروں گا کہ یہ جب ای سی سی نے decision لیا تو اس وقت اچانک sugar کی prices بڑھنے لگیں۔ اس وقت ECC کی meeting میں یہ decide ہوا کہ ہم یہ raw-sugar باہر سے import کریں گے ۔ بنیادی طور پر اس کو import کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ہم یہ چاہ رہے تھے کہ consumer کو فائدہ ہو۔ یہ قیمتیں اگر آپ دیکھیں تو end of December اچانک اکیس روپے سے بڑھ کر اور end January تک تقریباً ستائیں روپے تک چلی گئیں ۔ اس کے لیے حکومت نے فیصلہ کیا کہ ہم raw-sugar import کریں گے تاکہ ہم قیمت کو ایک جگہ پر رکھ سکیں۔

دوسری بات جو farmers کے نقصان کے حوالے سے یہاں کی گئی ہے ۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ اس پورے season میں اس سال گنے کی فصل میں تقریباً دس سے بارہ فیصد کاشت میں کمی تھی۔ اس کی وجہ سے صاف نظر آ رہا تھا کہ production بھی کم ہوگی farmers کے لیے اس دفعہ جو prices رکھی گئی تھیں وہ کسی صوبے میں ۴۲ ' کسی صوبے میں ۴۱ اور صوبہ سندھ میں ۴۳ روپے تھی۔ تمام صوبوں میں ہم نے farmers کو اس price سے زیادہ دی ہیں۔ اس لیے کسانوں کا کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا ۔ یہ سارا فیصلہ اس لیے ہوا کہ ہم قیمتوں میں استقامت پیدا کرسکیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں اور جیسے سارے سینیٹر

صاحبان نے کہا ہے کہ اس مسئلے کو چھ مہینے ہو گئے ہیں، ابھی اس کو discuss کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہم اس کو support نہیں کرتے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much and in view of the Minister's statement, it is out of order, we will pass on to the next motion No.6.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! یہ Water and Power کی ہے، ہم چاہ رہے تھے کہ اس کے بدلے نمبر ۸ لی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے ۶ کا فیصلہ کرلیں بعد میں دیکھ لیں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! جو motions resist ہوتی ہیں اور جن کا نوٹس ہوتا ہے، منسٹرصاحبان کو یہاں ہونا چاہیے کیونکہ ان کے PAs ہیں یا private secretaries وہ اس بات کا صحیح معلوم کرتے ہیں کہ کون کون سی adjournment motions آئی ہیں جو adjournment motion آئی ہے اس پر Question Hour کے بعد متعلقہ منسٹر تیار ہو کر آتے ہیں-------

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: My apology, mistake is mine, there is a request by the Minister that he would not be here therefore, in the view of request of the Minister, we will pass on...

Senator Mian Raza Rabbani: These two may be deferred sir.

Mr. Presiding Officer: This is deferred.

Senator Mian Raza Rabbani: This one and there is another also.

Mr. Presiding Officer: Which was that.

Senator Mian Raza Rabbani: That is probably the last one.

Mr. Presiding Officer: No.14.

Senator Mian Raza Rabbani: Probably sir.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! 14 جی ہاں۔

Mr. Presiding Officer: 14, that was river Ravi.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, sir, both of these can be taken up tomorrow.

Mr. Presiding Officer: Tomorrow, are you sure? Would the Minister be available. Now, we will pass on as far as No.6 is concerned that is deferred. I think, office should fix it, this is deferred. Now, we come to No.8.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! I am sorry, میں نے آپ کی اجازت نہیں لی، آپ کی اجازت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی، جی۔

RE: FEAR OF LOCUST SWARMS ATTACK IN PAKISTAN.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: The Senate do adjourn to discuss a news item appearing in the daily 'Dawn' dated 23rd February, 2005, wherein it is stated, that Pakistan faces severe locust swarms attack in the Rabi season. This is a matter of urgent public importance.

Mr. Presiding Officer: Is the Motion opposed?

جناب سکندر حیات خان بوسن، جی ہاں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! اس پر بھی میری وہی گزارشات ہیں جو میں نے پہلے کی تھیں کہ یہ آئیٹم ربیع کے بارے میں تھا جو کہ دسمبر سے لے کر اپریل تک ہوتا

ہے ۔ اب ہم خریف کو پہنچ چکے ہیں۔ اب خریف آ چکا' اب locust swarm attack اس میں۔

Mr. Presiding Officer: Would you withdraw this.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی : Definitely, میں چھوٹی سی عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں اس کے بعد میں آپ کو طریقہ بتا دوں گا۔ پچھلے ربیع سیزن میں locust swarm attack یہ کس حد تک ہوا ' یہ بھی ایک fact کی بات ہے لیکن کافی جگہ virus, wheat میں بھی virus کی بہت سی شکایات آئی ہیں اور اس کے حوالے سے Government جو wheat production expect کر رہی تھی وہ بھی نہیں ہو پائی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس وقت یہ discuss کر لیا جاتا تو اس کا زیادہ فائدہ ہوتا ۔ اب میں اسی پر اکتفا کروں گا کہ اگر وزیر صاحب اس کے بارے جو بھی factual position ہے اس سے آگاہ کریں تو پھر اس کے مطابق ہم بات کریں گے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، جناب والا! اس کی background یہ ہے کہ locust breeding areas have been divided in three zones اس میں ایک western ہے' ایک central ہے اور ایک eastern zone ہے ۔ یہ zones FAO نے جانے ہوئے ہیں اور اس میں countries in North West Africa are in the western zone while Saudi Arabia, Egypt, Sudan, Yamen, UAE etc; are in the central zone and Iran, Pakistan, Afghanistan and India are in the eastern zone. جناب والا! پاکستان میں دو locust breeding zones ہیں ایک spring breeding area ہے جو کہ بلوچستان میں خاران ضلع تک ہے اور اس کے بعد دوسرا تھرپارکر اور چولستان کا ایریا ہے ۔ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ ایف اے او کے ذریعے ہمارا سارے zones کے ساتھ constant رابطہ ہے تو اس طرح کا کوئی concern اس وقت پاکستان میں نہیں ہے ' نہ ہی اس وقت تھا۔ اس کے لیے ہم نے پوری تیاری کی ہوئی تھی pesticide جو ہمیں ضرورت ہے وہ ہمارے پاس available تھا اور ہمیں کسی قسم کی کوئی ایسی problem نہیں ہے ۔ ابھی ایف اے او کی طرف سے جو May latest report کی آئی ہے اس میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ

locust attack کا پاکستان میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے

کہ no locust were seen in the spring breeding areas during the second

half of April and first half of May sir. تو اس قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ اس چیز

کو ہم monitor کر رہے ہیں اگر خدانخواستہ اس قسم کا کوئی مسئلہ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر

پورا ایکشن لیں گے۔ شکریہ۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, in view of the statement of the Minister, we are not pressing this adjournment motion.

Mr. Presiding Officer: Thank you. So, this is not pressed. Now, I come to adjournment motion No.9.

RE: SHORTAGE OF FOOD IN PAKISTAN.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, with your permission, we hereby give notice of our intention to move an adjournment motion as under:

"According to the report published in daily 'Dawn' dated 17th December 2004 vulnerability analysis and mapping unit programme officer of the World Food Programme, 72 of the 101 districts of Pakistan have been facing the problem of food insecurity. This information given by World Food Programme has created panic and anxiety in the general public wh ich is a matter of national importance and needs thorough discussion on the floor of the House adjourning the business of the Senate". Photo copies are attached. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Anybody else to support it.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! اس تحریک التوا کی اہمیت اب بھی

قائم ہے اور پاکستان کے اندر food insufficiency کے حوالے سے remote areas میں کافی problems ہیں اور distribution کے حوالے سے جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ جب بھی wheat کی قلت ہوتی ہے کیونکہ پاکستان کے عام آدمی کے کھانے کے حوالے سے wheat سب سے important element ہے تو اگر اس کی قلت ہوتی ہے تو سب سے زیادہ northern Areas and Frontier Province میں ہوتی ہے۔ Food کے حوالے سے آپ سبزیاں لے لیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ cotton اور rice لے لیں--

(اس مرحلے پر اذان شروع ہوئی)

جناب! ہم اس adjournment motion کے ذریعے وزیر خوراک کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ یہ World Food Programme نے ایک بڑا concern show کیا ہے کہ different areas میں in adequacies اور problems ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے کہا ہے کہ 72 out of 101 are concerned with distribution in Pakistan یعنی food کی صحیح distribution نہیں ہے۔ جناب! generally بھی اگر آپ دیکھیں کہ rice کو چھوڑ دیں، rice واحد food item ہے جو sufficient ہے، جس کو ہم export کرتے ہیں۔ Wheat میں کبھی ہم self- sufficient ہوتے ہیں کبھی ہمیں import کرنا پڑتا ہے۔ Sugar میں کبھی ہم self-sufficient ہوتے ہیں، کبھی ہمیں import کرنی پڑتی ہے۔ پچھلے دنوں vegetables کے بھاؤ پچاس پچاس روپے تک گئے ہیں۔ ٹماٹر اور پیاز کے بھاؤ پچاس روپے کلو اور 80 روپے کلو تک گئے ہیں۔ مصالحے ہم import کر رہے ہیں۔ دالیں ہم import کر رہے ہیں۔ ابھی beef کے حوالے سے تازہ خبر یہ آئی ہے کہ beaf بھی import کرنے والے ہیں۔ موجودہ حکومت کو پانچ سال گزر گئے ہیں اور شوکت عزیز صاحب ہمیں مختلف کہانیاں بھی سناتے ہیں لیکن food items میں ہماری insufficiency ہے، insecurity اس حوالے سے ہم محترم وزیر کی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس کو دیکھیں اور یہ جو inadequacies ہیں اور صحیح distribution نہیں ہو پا رہی اس کی طرف وہ توجہ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی خان صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک private enterprise ہے Sustainable Development Policy Institute جس نے یہ سارا survey conduct کیا تھا اور یہ conducted at district level study on the basis of food availability اور انہوں نے cover کیا production of food within each district. اب میں کراچی کی آپ کو مثال دیتا ہوں، کراچی میں اگر آپ district level کے اوپر study کریں گے تو وہاں تو گندم کاشت نہیں ہوتی۔ اس لیے private enterprise نے جو یہ کام کیا تھا اس میں کافی defects تھے۔ پھر اس کے لیے ہم نے ایک task force بنائی ہے جس میں ہماری Ministry کے بھی آدمی ہیں اور ان کے آدمی بھی ہیں اور وہ اس کو examine کر رہے ہیں لہذا یہاں ملکی level پر study ہونی چاہیے نہ کہ صرف district level پر کرنی چاہیے۔ اس لیے ہم اس کو support نہیں کرتے کیونکہ اس میں کافی defects ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Now, we have heard the Minister's statement, this motion is ruled out of order and we adjourn the House for *Maghrib* prayers and will meet again after 20 minutes, that is 10 minutes to 8.00 p.m..

(The House was then adjourned for Maghrib prayers to meet again at 7.50 p.m.)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب پریذائیڈنگ آفیسر (ڈاکٹر خالد رانجھا) دوبارہ شروع ہوا)

Mr. Presiding Officer: Now we come to the item No. 2. Dr.

. Nighat Agha, please move the resolution.

RESOLUTION

RE: FORMATION OF SPECIAL COMMITTEE TO LOOK INTO AFFAIRS OF PRICE HIKE

Senator Dr. Nighat Agha: Thank you very much for giving me the floor because this is a very crucial issue and it is affecting every Pakistani. I will move the motion now.

> " The House recommends that a special committee of the Members of the Senate may be constituted to look into the price hike in the country for suggesting short and long term solutions to control the same."

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

سینیٹر وسیم سجاد(قائد حزب اقتدار)، اس پر debate کرائیں، پھر voting آخر میں ہو گی۔ اس میں oppose والی بات نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Dr. Nighat Agha please speak on the motion.

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، جناب والا آپ کا بہت شکریہ۔ یہ جو double digit inflation پورے پاکستان میں ہو رہی ہے، وہ ہر سوسائٹی کے segment کو hurt کر رہی ہے اور GDP growth 8.5% ہوئی ہے، اس کو بھی یہ ultimately hurt کرے گی and we have to safeguard that.

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ یہ lower اور fixed income group طبقے کو بہت زیادہ affect کر رہی ہے کیونکہ جو بہت امیر businessmen ہیں اگر وہ چاہیں تو وہ اپنی چیزوں کی قیمت بڑھا سکتے ہیں اور جو بہت امیر agriculturists ہیں وہ بھی اپنی چیزوں کی قیمت بڑھا

سکتے ہیں'۔ اگر نہیں کوئی بڑھا سکتا تو وہ salaried people ہیں جن کی کہ fixed income ہوتی ہے۔ اس کے لیے ہمارے ایک Senator poetess نے مجھے ایک شعر دیا ہے جو کہ بہت self explanatory ہے۔

مہنگائی کی شدت نے پریشان کر دیا
چیزوں کے چڑھتے بھاؤ نے حیران کر دیا
کس طرح گھر چلے گا' غریبوں کا سوچیے
مہنگائی نے تو چولہوں کو ویران کر دیا

اس کمیٹی کی ضرورت اس لیے بھی بہت محسوس کی گئی کہ گورنمنٹ اپنی طرف سے ہر قسم کی' ہر طرح سے کوشش کر رہی ہے' تنخواہیں بڑھا رہی ہے' taxes کم کر رہی ہے' سستی چیزیں import کر رہی ہے یعنی جو گورنمنٹ سے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کی بھلائی کرے تو وہ اپنی طرف سے ہر اقدام اٹھا رہی ہے۔ لیکن پھر بھی مہنگائی کم نہیں ہو رہی جس طرح ہونی چاہیے common man کو تو اس وقت کھانے کی اشیاءنہیں مل رہی ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہمیں بڑے special steps لینے پڑیں گے جن سے ان کو control کیا جائے ۔

جناب! یہ بڑا خوش آئند کام ہے کہ حکومت نے تنخواہیں بڑھا دی ہیں لیکن جیسا کہ آپ کو economic sector کا پتا ہے' سارے economists یہ جانتے ہیں کہ جتنی زیادہ money circulation آئے گی اتنی ہی inflation بڑھے گی ۔ لہٰذا اس کا effect ultimately negate ہو جاتا ہے ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ ہر طرح سے pension تنخواہیں بڑھ گئی ہیں لیکن ultimately وہ بھی مہنگائی اور اونچا لے جائیں گی اور خاص کر آج کل سننے میں اور اخباروں میں بھی آ رہا ہے کہ تیل وغیرہ کی قیمت اور زیادہ بڑھا رہے ہیں ۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں تک درست ہے لیکن ہمیں بھی باہر کی منڈیوں کے مطابق قیمت بڑھانا پڑتی ہے ۔ وہ تو بہت ہی dismantle ہوگی اس لیے اس کمیٹی کی formation ضروری ہے تاکہ یہ ways and means ڈھونڈے کہ کس طرح اس کو کنٹرول کیا جائے ۔

جناب! ٹیکس آپ نے دیکھے ہیں کہ 7.5 سے 3.5 کر دیا گیا ہے لیکن ہمیں اس کا

بھی اتنا فائدہ نہیں ہوگا ۔ ہمیں امید تھی کہ local government directly in contact with the people ہوتی ہے اور special pressure use کرسکتی ہے، لوگوں کی رگیں جانتی ہے، وہ کچھ مہنگائی کے متعلق کرے گی لیکن وہ بھی اتنی کامیاب نہیں ہوئی جتنی امید تھی کیونکہ وہ بڑے بڑے projects کر رہی ہے ان چیزوں پر نہیں آئی ہے، میں نے ان وجوہات کی بنا پر اس کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی ہے ۔

جناب ! مہنگائی کرنے والی main چیزیں یہ ہیں ۔

ایک تو international pressures ہیں اور prices اس کے بعد national policies and their dimensions and implementations تیسرا ہے hoarding of items by unthoughtful people. No. 4 ہے optimum and not optimum use of the local resources. No.5 ہے the personal lack of determination ہوتا ہے be ready to buy it at any price لیکن ہم اتنی determined nation ہیں، یہ سینیٹ اتنے determined لوگوں سے اور well meaning لوگوں سے بھری ہوئی ہے کہ انشاء اللہ اگر ان کی کمیٹی بنے گی تو یہ حکومت کی بہت مدد کرنے میں کامیاب ہو جائے گی کیونکہ جب ہم لوگوں کی مدد کریں گے تو وہ ultimately Government help ہو گی ۔

جناب ! پہلی بات international pressure of price ہے، بات بہت لمبی ہے اس پر میں نہیں بولوں گی، کوئی اور مقرر بولے گا۔ یہ بھی کنٹرول میں لائی جا سکتی ہے جیسے پٹرول کی قیمت ہے۔ میں نے ابھی کہا ہے ۔ رخسانہ زبیری صاحبہ نے اس پر کافی research کی ہے اور بھی لوگوں نے کی ہے کہ اگر ہم اس کو rationalize کریں تو قیمتیں up to maximum of 22% down آ سکتی ہیں ۔ جیسے آپ کو معلوم ہے کہ یہ source of energy ہے اور اسی کی وجہ سے prices زیادہ اوپر جا رہی ہیں ۔ یہ اوپر جاتی ہیں تو transportation price بڑھتی ہے تو ہر چیز بڑھ جاتی ہے ۔ اگر ہم اس کو کنٹرول کرلیں اور یہ research ہمیں بڑی غور سے پڑھنی چاہیے اور بھی لوگوں نے اسی طرح researches کی ہوئی ہیں ۔ اگر ان کو پڑھ کر اس کے اچھے points implement کروا سکیں تو ہم بہت حد تک مہنگائی کو کنٹرول کرسکتے ہیں۔

جناب! اب آتے ہیں national policies and their dimensions حکومت اپنی طرف سے ہر طرح کی بہت زیادہ national policies بنا رہی ہے کہ کسی طرح سے یہ prices control میں رہیں ،لوگوں کو نوکریاں ملیں ، جیسے پچھلے سال کی پالیسی میں تھا کہ construction کو encourage کیا جائے اور اس کے لیے ہر شعبے میں بہت سی مراعات دی گئیں - Taxes معاف کیے گئے .. اس سے thirty seven industries چلنے کی امید تھی اور اس سے امید تھی کہ لوگوں کو نوکریاں بھی ملیں گی اور انڈسٹریز بھی بڑھیں - حکومت اس میں مخلص تھی لیکن چند لوگوں نے پتا نہیں کیا کیا کہ وہ construction تو نہ بڑھی لیکن زمینوں کی قیمتیں بہت high چلی گئیں - اس کو بھی ہم کنٹرول کر سکتے ہیں چونکہ یہ چیزیں social pressures سے ہی ہو سکتی ہیں۔ حکومت جو اپنی پالیسیز بناتی ہے beautiful ہوتی ہیں لیکن جب implementation کا وقت آتا ہے تو ہم جیسے لوگ ہی ، میں اپنے آپ کو بھی blame کروں گی ، ہم جیسے ہی لوگ اس کو resist کرتے ہیں لیکن اگر ہم ہی لوگ social pressure اپنے باقی ساتھیوں پر ڈالیں گے تو اس میں بہت improvement آجائے گی۔

No.3 is about hoarding of item by unthoughtful people یہ ہم ہی لوگ ہیں جو کہ جب قیمتیں کم ہوتی ہیں تو hoard کر لیتے ہیں اور جب مہنگی ہوتی ہیں تو پھر ہم release کرتے ہیں چاہے چائے ہو یا کھانا ہو، کھانے کی چیزیں hoard کرنا اور ان کو مہنگی کرکے بیچنا it is not a very good act, unethical act ہے، مگر یہ ہو رہا ہے لیکن اب حکومت نے hoarding کے بارے میں اتنی پالیسیاں بنائی ہیں لیکن جب وہ implement ہوتی ہیں تو I don't know لوگ ان کو کیسے bypass کر دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ price monitoring committees ہر سطح پر بنیں تاکہ ہم لوگوں پر social pressure ڈال کر ان کی hoarding ختم کروانے کی کوشش کریں اور جس طرح بھی ہو حکومت کی مدد کریں اور حکومت کی hoarding policies implement کریں۔ یہاں پر law میں specialists ہیں، economists ہیں every field میں سینیٹ کے specialists ہیں، وہ حکومت کو ہر طرح سے ضرور guide کر سکیں گے اور لوگوں کو صوبوں میں بھی guide کر سکیں گے۔ یہ کمیٹیاں ہر صوبے اور ہر ضلع میں ہونی چاہیں اور ایسی کمیٹیاں بننی چاہیں۔

اس میں بھی اگر ہم پوری طرح No.4 is optimal use of local resources

سے اپنے resources use کریں اور اگر تھوڑا بہت کہیں بھی ضائع ہو رہا ہے وہ point out

کریں اور اس کو ضائع نہ ہونے دیں تو اس سے بھی قیمتوں میں بہت فرق آ سکے گا۔ As I

said کہ میں detail میں نہیں جاؤں گی وہ تو کمیٹی کا کام ہوگا لیکن یہ چند factors ہیں جو

کر رہے ہیں۔

Last one is personal lack of determination. ہم لوگ اتنے

unthoughtful ہیں کیونکہ جن کے پاس پیسہ ہے اگر ان کو دس روپے کی چیز تیس روپے

میں بھی مل رہی ہے اور ان کو وہ چاہیے تو وہ خرید لیں گے۔ اگر وہ تھوڑا سا بھی کنٹرول کرنا

سیکھیں کہ وہ اس وقت نہ خریدیں جیسے law of supply and demand ہوتا ہے اور اگر

demand کم ہوگی تو supply automatically down آ جائے گی۔ اگر supply کم

ہوگی، ہم نہیں لیں گے تو اس کی demand کم ہوگی تو اس طرح prices اوپر نہیں

آئیں گی۔ یہ کافی ساری چیزیں ہیں جو میں point out کرنا چاہتی تھی اور مجھے یقین ہے کہ

ہماری کمیٹی قیمتوں پر کافی حد تک کنٹرول کر سکے گی اور ہم اپنے اپنے areas میں

committees, district committees everywhere we will say we will

encourage کہ آپ informal committees بنائیں اور جو غلط کام کر رہے ہیں ان لوگوں

پر کچھ social pressure ڈالا جائے تاکہ ہم حکومت کی بھی مدد کریں in fact لوگوں کی مدد

کریں جو اس وقت بہت ضروری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب چیئرمین! یہ resolution بڑی اہمیت کا حامل

ہے اس لیے کہ State Bank of Pakistan has accepted two digit inflation اور

ہماری معیشت کو چلانے والے لوگوں کی اپنی definitions ہیں۔ جس طرح کہ literacy کی

definitions ہماری اپنی ہیں کہ جو شخص signature کر سکتا ہے وہ literate کہلائے گا۔ اسی

طرح core inflation items میں نہ اناج شامل ہے نہ ہی اس میں energy شامل ہے۔ جب

energy پر آپ 15% sales tax لگا دیتے ہیں تو ساری چیزوں کی قیمت 15% بڑھ جاتی ہے اور پھر نہ صرف یہ کہ آپ نے energy پر 15% sales tax لگایا بلکہ جو production ہوئی پھر اس پر بھی sales tax لگ گیا' اتنی compounding ہو رہی ہے اور اس کی وجہ سے آپ کو spiral inflation ملتا ہے اور شاید یہی ایک نقصان ہے ایک banker Prime Minister and a banker Minister for Finance ہونے کا کیونکہ bankers کی زیادہ importance ہوتی ہے کہ in and out ہوتا رہے' transactions کیا ہو رہی ہیں' کیا assets بن رہے ہیں' کیا آپ کی solid condition ہے اس کا ان کو کوئی خیال نہیں ہے۔ ان کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ how much transaction I am showing.

جناب والا! جیسا کہ ڈاکٹر نگہت صاحبہ نے کہا کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جہاں پر lack of quality, lack of long term policies کی وجہ سے بھی اتنی زیادہ inflation آپ کو ملتی ہے۔ ہر چیز کی قیمت ایک particular چیز کو لے کر ہم بڑھا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر 2002 کا جب بجٹ آ رہا تھا تو اس وقت Ministry of Petroleum نے ایک summary بنا کر ECC کو پیش کی۔ اس میں یہ کہا گیا کہ اگر diesel کی قیمت پر 10% deem duty اور 1% surcharge یعنی 11% بڑھا دیا جائے اور light diesel oil, kerosene oil اور jet fuel کے اوپر 6% بڑھا دیا جائے تو ملک کو یہ فائدہ ہو گا کہ ہمیں جو subsidies refineries کو دینی پڑتی تھیں وہ نہیں دینی پڑیں گی۔

جناب! یہ بڑی سنگدلانہ بات ہے کہ حکومت اپنی liability اپنی responsibilities transfer کرے ایک عام آدمی پر اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ duty government کے پاس نہیں گئی ہے - یہ duty refineries کے پاس گئی ہے اور refineries کے پاس جانے کے بعد چونکہ یہ refineries کی price میں شامل ہو گئی تو پھر oil marketing companies کو distribution companies کو جو percentage ملی ان کی commission کی وہ اس کے اوپر گئی۔

جناب! اگر آپ diesel کی قیمت دیکھیں تو 11% اس پر deem duty اس کے بعد marketing companies کا commission اور بہت سی اور چیزیں ان کو allow کی گئی

ہیں۔ اس کی ایک بڑی detail ہے جو 2000 سے 2002 تک قیمت بڑھی۔ تقریباً 24% diesel کی قیمت کم ہوسکتی ہے اگر یہ deem duty ختم کی جائے۔ صرف 40% اس کا import ہوتا ہے باقی ساری کی ساری چیزیں پاکستان میں بنتی ہیں۔ پاکستان گورنمنٹ کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں democratic alliance نے propose بھی کیا تھا لیکن ہماری یہ proposal accept نہیں ہوئی۔ اسی طرح light diesel اور kerosene کی price جو ہیں ---18%

Mr. Presiding Officer: Please stay on the motion.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب! یہ price کے اوپر بات ہو رہی ہے۔ یہ Kerosene oil,light diesel oil 18% اس کی قیمت کم ہوسکتی ہے۔ پٹرول کی قیمت میں 10% کی کمی واقع ہوسکتی ہے اگر صحیح طریقے سے گورنمنٹ کی guideline کے اوپر اس کو لگایا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک کمیٹی ہو جو کہ oversee کرے اور وہ اس کی monitoring کرے۔ Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Ilyas Bilour Sahib.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Nighat Agha has brought this very important subject on the agenda of today and during my speech of the budget also I pointed out that CPI

اس کو بھی یہ change کر رہے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر زبیری نے فرمایا اس طریقے سے یہ بات سیدھی سی ہے کہ اس کے لیے کمیٹی بنانی چاہیے اور House کی کمیٹی بنانی چاہیے irrespective of the party اور یہ کمیٹی thoroughly اس کو watch کرے اور thoroughly check کرے، یہاں economists بھی ہیں، یہاں lawyers بھی ہیں، یہاں ہرقسم کی سوسائٹی کے، ہر walk of life کے لوگ موجود ہیں اور ان کی کمیٹی بنائی جائے جو ایسی proposal بنا کر دے۔ غریب آدمی آج پس رہا ہے، غریب آدمی آج تباہ ہو رہا ہے،

double digit inflation کی وجہ سے تنخواہیں 15% بڑھنے سے ان کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ Private sector کو یہ کہنے سے کہ وہ اڑھائی ہزار سے تین ہزار تنخواہ کر دے تو اس سے بھی کچھ نہیں ہو گا۔ غریب آدمی کو جب تک بجلی کے بل، گیس کے بل، آٹے کے بل کی سہولت میسر نہ ہو تو کچھ نہیں ہو گا۔ اب گورنمنٹ ایک کام کر رہی ہے کہ one million ton of wheat is being given through Utility Stores. لوگوں کو سستے rate پر 11 روپے پچاس پیسے فی کلو آٹا دے رہی ہے ۔ اب wheat کی جو position ہے یہاں ملک میں 19 million ton wheat لوگوں کو required ہے، باقی 18 million ton کے لیے لوگ کیا کریں گے۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے لیے کمیٹی بنانا بہت موزوں بات ہے اور بڑی اچھی proposal government benches کی طرف سے آئی ہے، ہم اسے fully support کرتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ کمیٹی بننی چاہیے اور irrespective of the parties کسی ایک آدمی کو اس کا چیئرمین بنائیں within 15 days or 20 days اس کے اوپر کام کرکے کمیٹی اس پر بل پیش کرے ۔ یہ گورنمنٹ کے لیے بہتر بات ہے۔ گورنمنٹ کے لیے کوئی اس میں شرمندگی کی خدانخواستہ بات نہیں ہے۔

It is a good thing. It is help of the people, help of the country, help of the poor man, thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب نہیں ہیں، now, I will call Syed Hidayatullah Shah sahib.

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، شکریہ جناب چیئرمین! محترمہ نگہت آغا صاحبہ نے جو قرارداد اور اس میں جو کمیٹی کا ذکر کیا ہے، میں بھی اس کی حمایت کرتا ہوں اس لیے کہ اسلامی تاریخ میں بھی، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی جو مبارک دور تھا، سنہری دور تھا، اس میں بھی بازار میں اشیاء کی قیمتوں کے control کے لیے باقاعدہ کچھ آدمی مقرر کیے گئے تھے یعنی ایک کمیٹی کی شکل میں مقرر تھے اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بازار کا معائنہ کیا، وہاں ایک

گندم کا ڈھیر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو دیکھا کہ جو گندم نیچے تھی اس میں رطوبت تھی اور اوپر خشک تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ما ھٰذا" یہ کیا کیا تو نے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اوپر اس لیے اچھی گندم رکھی تاکہ گاہک زیادہ آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (عربی) "جس آدمی نے دھوکا کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ تو اس نسبت سے یہ جو کمیٹی کا کہا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری بات ہے۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے ملک میں ویسے تو قیمتوں کا ہر ہفتے اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ ہماری سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قیمتوں کو control کرنے میں حکومت بالکل fail ہو چکی ہے۔ اب پہلے مسئلہ یہ تھا کہ DC صاحب کی طرف سے یا Commissioner صاحب کی طرف سے قیمتوں کا تعین ہوتا تھا یا صوبائی حکومت ذمہ دار ہوتی تھی۔ اب ہمارا جو نیا نظام آیا ہے اس میں قیمتوں کا control ضلعی حکومتوں کے ذمے لگا دیا گیا ہے۔ ضلعی حکومتوں سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ صوبائی حکومت کے ذمے ہے۔ صوبائی حکومت سے بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ضلعی حکومتوں کا ذمہ ہے۔ اس وجہ سے مہنگائی اتنی ہو چکی ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ سینیٹ کی طرف سے یہ بڑی اچھی تجویز ہے قیمتوں کے control کے لیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ بی بی یاسمین صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، شکریہ، جناب چیئرمین! سینیٹ کی یہ resolution بڑی اہم ہے جو نگہت آغا صاحبہ اس ہاؤس میں لائی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری بنیادی چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں لیکن یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ جناب وزیر اعظم صاحب نے already ایک کمیٹی بنادی ہے اس سلسلے میں، جس میں ہمارے کچھ وزراء اور کچھ سیکرٹری involve ہیں اور پچھلے ہفتے وزیراعظم صاحب نے اس کی صدارت بھی کی ہے۔ یہ کمیٹی اشیاء کی قیمتوں کو watch کرے گی اور پتا کرے گی کہ کہاں قیمتیں زیادہ ہیں، کہاں کم ہیں اور بہت ساری تجاویز پر اس کمیٹی میں غور کیا گیا ہے۔ خاص طور پر جو ہماری کھانے پینے کی اشیاء ہیں وہ کافی مہنگی ہیں اور وہ یکساں اہمیت رکھتی ہیں امیر اور غریب کے لیے۔ یہ کمیٹی

اس چیز کو دیکھے گی کہ قیمتیں کہاں زیادہ ہیں' کہاں غلط ہیں کیونکہ حکومت جو قیمت fix کرتی ہے وہ product جب مارکیٹ میں آجاتی ہے تو وہ دکانوں پر black میں بک رہی ہوتی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے جناب! کہ وزیراعظم صاحب نے پہلے سے ہی ایک کمیٹی بنادی ہے جو اس معاملے کو دیکھے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب کامران مرتضیٰ صاحب۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں for being elected as a Member of Bar Council.

Senator Kamran Murtaza: Thank you, sir

Mr. Presiding Officer: Probably this is the third time now?

Senator Kamran Murtaza: Sir, second time.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بس کر یار۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! جہاں تک price hike کو control کرنے کی بات ہے اس پر کوئی دو رائے ممکن نہیں ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحبہ نے یہاں پر سپیشل کمیٹی بنانے کی تجویز دی ہے۔ کمیٹیاں تو اس ملک میں اس وقت form ہوتی ہیں جب معاملے پر مٹی ڈالنی ہو۔ یہاں پر بھی گورنمنٹ کی طرف سے یہ تجویز آئی ہے اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس معاملے پر مٹی ڈالی جائے۔ پہلے ایک کمیٹی موجود ہے' وزیراعظم صاحب کی کمیٹی موجود ہے' اس نے کچھ نہیں کیا' اب سینیٹ کی کمیٹی بنا دیں گے لوگوں کو اس طرح سے دلاسے دیتے رہیں گے کہ کمیٹی بنی ہوئی ہے اور دیکھ رہی ہے۔ سب کو پتا ہے کہ مہنگائی کیوں ہے اور اس کو کس طرح سے کم کیا جا سکتا ہے۔ معاملے پر مٹی ڈالنے والی بات نہ کریں۔ اگر کچھ کرنا کرانا ہے تو یہ کریں۔ جناب یہ تجویز صرف معاملے کو خراب کرنے کے لیے دی گئی ہے۔ اس لیے ہم اس کو oppose کریں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: اگر یہ تجویز دے دیں تو ہم اس کو نوٹ کر لیتے ہیں کہ ان کی طرف سے کیا تجویز آئی ہے کہ اس مسئلے کو بہتر طریقے سے نمٹایا جائے۔ We would all welcome suggestion آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں۔ ہم اسے بڑے غور

سے سنیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تنویر خالد صاحبہ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، ہم تجاویز بتا دیتے ہیں کہ ڈیزل کو زراعت کے لیے سستا کیا جا سکتا ہے۔ پٹرول پر کچھ taxes کم کر کے اس پر relief دی جا سکتی ہے۔

Mr. Presiding Officer: It carried away, million dollar proposal.

سینیٹر وسیم سجاد : میں ان کی بات پر اعتبار کر لیتا' ان کی جب حکومت تھی تو اس وقت یہ مہنگائی پر قابو پا لیتے تو میں بالکل اعتبار کر لیتا۔ وہ کیا ہے جی' کہ

"خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا۔"

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہر بات پر reaction نہیں ہونا چاہیے۔ جناب تنویر خالد صاحبہ۔

سینیٹر تنویر خالد ، جناب چیئرمین! اس وقت مہنگائی کا مسئلہ apparently سب کا مسئلہ ہے۔ اس لیے میں اس وقت اس کے اوپر تقریر نہیں کر رہی۔ ہمارے اور احباب نے اس کے اوپر کہہ سن لیا ہے۔ یہ سب ہی کا مسئلہ ہے۔ مختصراً میں صرف suggestions پیش کرتی ہوں۔ چنے کی دال پر subsidy زیادہ کی جائے۔ Petroleum products کی cost of production کم کی جائے۔ اگرچہ انڈیا سے ہماری قیمتیں کم ہیں لیکن اب بھی یہ پاکستانیوں کے لیے ایک بڑا مشکل اور دشوار مسئلہ ہے کیونکہ پٹرول کی قیمت زیادہ ہے۔ اس کو بھی کم کیا جائے۔ اس پر ہمدردی سے غور کیا جائے۔ Hydro electricity production پر غور کیا جائے یا solar energy production پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ ہماری خوراک میں گوشت ایک ضروری عنصر ہے مسلمان ہونے کے ناتے سے تو میرے خیال سے بجائے انڈیا سے گوشت درآمد کرنے کے یا جانور درآمد کرنے کے ہمیں cattle breeding farm کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ دیہاتوں میں یہ farms بنائے جائیں۔ یہ غریب کسانوں کے لیے ایک آسان طریقہ کمائی کا ہو سکتا ہے جس سے دودھ اور گوشت دونوں کی production زیادہ ہوگی۔ دوسرے ملکوں سے جانور ہرگز درآمد نہ کیے جائیں بلکہ اپنے ملک میں' جب زرعی ملک بھی ہے اور

اتنی زمین بھی موجود ہے۔ کاشتکار ہیں' غریب ہیں تو cattle breeding تو بہت آسان طریقہ ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس کو سیکھیں اور بڑھائیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترمہ رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان ، ڈاکٹر نگہت آغا نے جو قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو یہ مفید بھی ہو سکتی ہے۔ جناب والا! مہنگائی کے متعلق نہیں کہوں گی کیوں ہوئی اس کے تدارک کے کیا طریقے ہیں' کیونکہ ماشاء اللہ جو ہمارے معزز ممبر ہیں ان سب کے علم میں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اس قرارداد میں جس کمیٹی کی بات کی گئی ہے یہ قیمتوں پر کنٹرول کس طرح سے رکھے گی' اس کا کوئی لائحہ عمل ، اس کا کوئی طریقہ کار develop ہونا چاہیے کہ یہ جو کمیٹی ہے آیا اس کو صوبائی سطح پر ، ضلعی سطح پر، تحصیل یا یونین کونسل کی سطح پر اس طریقے سے effective کیا جائے یا جو سفارشات ہیں وہ کس طرح ہمارے معزز ممبر' جن کی پورے ملک سے ایک جیسی representation ہے' وہ کس طریقے سے اس پر کام کر سکتے ہیں یا اس پر اپنی سفارشات پیش کر سکتے ہیں۔ جناب والا! حکومت نے جو کچھ کیا ہے میں سمجھتی ہوں ابھی جو وزیراعظم کی کمیٹی ہے یا اس پر کام حکومت کے سطح پر تو بہت ہو رہا ہے لیکن ضرورت اس چیز کی ہے کہ نچلی سطح پر جا کر چیک کیے جائیں کہ جو نرخنامے ہیں یا جو price list ہے اس کے مطابق چیزیں فروخت ہو رہی ہیں یا نہیں۔ میری suggestion ہے کہ اس کا ایک پورا لائحہ عمل تیار کیا جائے اور پھر کمیٹی کا فیصلہ ہو' کہ اگر وہ لائحہ عمل قابل عمل ہو تو پھر یہ کمیٹی بنے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترمہ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! آپ کی پوری توجہ اپوزیشن بنچوں پر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں ڈاکٹر نگہت آغا کی تجویز سے اتفاق کرتی ہوں کہ اس پر کمیٹی بننی چاہیے۔ جیسا کہ کامران مرتضیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی بھی کام پر مٹی ڈالنے کے لیے کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اب بقائی میڈیکل کالج کا مسئلہ ایک کمیٹی

بنا کر جس طریقے سے حل ہوا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ کبھی بھی حل نہ ہوتا۔ جناب چیئرمین! جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے، قیمتیں تو ہر ہفتے اتنی up down ہوتی ہیں کہ آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ خاص کر تہواروں پر، عید اور شب بارات پر قیمتیں اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ ایک عام شہری کی دسترس سے وہ باہر ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی کمیٹی بنا دی جائے جو کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بلا سکے اور ان پر کنٹرول کے لیے کوئی طریق کار ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! ہمارے Prime Minister کی جو کمیٹی ہے وہ بھی اس پر کام کر رہی ہے۔ اگر House کے ممبران کی کمیٹی بھی بنا دی جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ price کو کنٹرول کرنے میں کسی حد تک effective role ادا کر سکتی ہے۔ Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر خواجہ صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman, in principle I fully support Dr. Nighat Agha's proposal. I also suggest that probably she could lead as far as the committee is concerned.

لیکن جناب والا! اس کو کمیٹی تک ہی محدود نہ کیا جائے۔ Inflation کا factor اتنا alarming ہے کہ شاید آپ کو یاد ہو کہ تین چار دن پہلے میں نے بجٹ کی speech میں mention کیا تھا کہ donor forum میں international financial institutions کی طرف سے ایک red alert آیا جو Government of Pakistan کو دیا گیا کہ آپ اپنی monetary policy کو کنٹرول کریں۔ اگر ہم inflation کو کنٹرول نہ کر سکیں تو یہ جو donor induce growth ہے جو cushion تھوڑا بہت نظر آیا ہے، اس پر بہت negative impact ہوگا۔ جناب والا! کچھ ہفتہ پہلے ہم third quarterly report ہی discuss کرتے رہے لیکن ابھی جو آخری نمبرز آئے ہیں جو monthly inflation ہے وہ ۱۵ فیصد سے بھی cross کر چکا ہے۔ میں اتفاق کرتا ہوں ایک رائے آئی تھی کہ اس کی terms of reference اور کمیٹی کا جو چارٹر ہے fully spell out کیا جائے لیکن جناب چیئرمین! اس کے background میں کئی اور پروگرام چل رہے ہیں۔ Poverty reduction strategy paper پر millions of dollar

خرچ کیے گئے خالی اس strategy کو بنانے میں لیکن اس کی implementation پر کوئی up date parliament کے نہ Lower House کو دیا گیا اور نہ Upper House کو دیا گیا۔ ایک تو میں demand کروں گا کہ اس کی status report سامنے لائی جائے کہ ہماری حکومت نے ابھی تک کیا کیا ہے poverty reduction programme کے سلسلے میں۔

جناب والا! ابھی subsidy کی بات ہوئی۔ میں نے پہلے mention کیا تھا کہ Government of Pakistan اس وقت ۷۲ ارب روپے subsidy دے رہی ہے لیکن وہ غریب کو نہیں دے رہی ہے۔ وہ management کی inefficiency کو دے رہی ہے۔ جس میں واپڈا ہے، جس میں KESC اور پ یں آپ کی distribution companies ہیں۔ اگر subsidy دینی ہے تو اس کے لیے poverty reduction کے لحاظ سے غریب کو focus کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ، جناب والا! ایک اور چیز میں یہاں پر mention کروں گا کہ جو terms of reference ہیں وہ اس کمیٹی کے سامنے لائے جائیں۔ I fully support this suggestion but it should be collected with other committees.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

جناب عباس کمیلی صاحب۔ اختصار کے ساتھ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب عالیٰ! محترمہ نگہت آغا صاحبہ نے جو موشن move کی ہے وہ نہایت اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اگر بہت effectively سمگلنگ کو روکا جائے۔ جب سمگلنگ کو نہیں روکا جائے گا تو یہاں مہنگائی بڑھتی چلی جائے گی۔ یہ لائیو سٹاک کی جو کمی ہو رہی ہے یہ cattle forms آپ کتنے ہی بنا لیں جب آپ کا سارا لائیو سٹاک سمگل ہو کر ایک پڑوسی ملک کو چلا جائے گا تو یہاں گوشت کی قیمتیں بڑھتی رہیں گی۔ لہذا ضروری ہے کہ سمگلنگ کو effectively روکا جائے اور اس طرح مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ الیکٹرسٹی ریٹ کو کنٹرول کیا جائے۔ آئے دن

انہیں بڑھانے کی اجازت نہ دی جائے۔ ابھی پھر میں نے point out کیا کہ آٹھ کمپنیوں نے ریٹ کو increase کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ انہیں اجازت نہ دے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترمہ طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ آپ کا۔ حکومتی عہدوں کے ساتھ ساتھ دکاندار اگر اپنی shops پر rate list آویزاں کریں اور اس کو check کیا جائے تو اس سے مہنگائی بہت کم ہو سکتی ہے کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لیے ریٹ لسٹ نہیں لگاتے اور لوگ جا کر اسی قیمت پر چیزیں خرید لیتے ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اس سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ دودھ کی قیمت اگر آج ۲۵ روپے پیکٹ ہوتی ہے اور کل جاتے ہیں تو ایک دو روپیہ اور بڑھی ہوئی ہوتی ہے تو سب سے ضروری بات یہ ہے کہ دکاندار اپنی شاپ پر ریٹ لسٹ لگائیں اور اس کو check کرنے کے لیے کمیٹیاں بنائی جائیں اور اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کیا جائے ۔ نمبر ۲۔ میں اپنے تجارت پیشہ بھائیوں کو بھی کہوں گی کہ وہ اپنا ہاتھ ذرا ہلکا رکھیں ۔ زیادہ منافع کمانے کے لیے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے بھائی کس طرح سے مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ' جناب سید سجاد بخاری صاحب۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، جناب چیئرمین ! میں طاہرہ لطیف صاحبہ کی بات کو ہی endorse کروں گا۔ میں بھی یہی بات کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا سسٹم آیا اس سے پہلے پرائس کنٹرول کمیٹیز ہوا کرتی تھیں۔ ہر سطح پر ڈسٹرکٹ لیول پر تحصیل لیول پر' ٹاؤن لیول پر' اور ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ اس کے ممبرز ہوا کرتے تھے۔ جس میں تاجر بھی شامل ہوتے تھے اور وہ کمیٹیز دیکھتی تھیں کہ دکانداروں نے اپنی شاپ کے اوپر وہ لسٹ لگائی ہے یا نہیں کہ کیا قیمتیں ہیں۔ اس پر اگر کوئی فرق آتا تھا تو ان کو گرفت میں بھی لایا جاتا تھا اور ان کو جرمانے بھی کیے جاتے تھے۔ اس طرح سے کسی حد تک ایک ریٹ مارکیٹ میں چل رہا ہوتا تھا۔ اب ایک شاپ پر اور ریٹ ہے' دوسری شاپ پر چلے جائیں اور ہے تیسری پر چلے جائیں اور ہے اور کوئی ان کو check کرنے والا نہیں ہے اور confusion یہ ہے کہ اب یہ

ذمہ داری کس کی ہوگی۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے کہتے ہیں کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے اور وہاں پر کوئی اتھارٹی ایسی ہے نہیں، جیسے پہلے نظام ہوتا تھا ڈی۔ سی، اے۔سی کا وہ ہے نہیں ان سے بات کریں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ کوئی چیکنگ نہیں کوئی سسٹم نہیں رہا، اس وجہ سے جس کا جو جی چاہتا ہے وہ بھاؤ بڑھا لیتا ہے اور بدقسمتی سے ایک ایسا طبقہ آ گیا ہے جن کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ وہ اس چیز کو محسوس ہی نہیں کرتے کہ کونسی چیز کس ریٹ پر ملتی ہے۔وہ خرید لیتے ہیں جو بیچنے والا ہے اس کی چیز بک جاتی ہے لیکن عام آدمی اس سے محروم رہ جاتا ہے۔ڈسٹرکٹ کنٹرول کمیٹیز کا نظام بھی لایا جائے اور پرائس لسٹ کا آویزاں کرنا لازمی قرار دیا جائے۔شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کمیٹی کے پاس جتنی تجاویز موجود ہیں اپنے اختیارات سے اگر ان پر عملدرآمد کروا لیتی ہے تو یہ بہت موثر ہوگی۔اس میں ایک دو باتیں جیسے ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ ہے اس کے مجرموں کو اگر فوری، سخت اور برسر عام سزا دی جائے تو یہ بھی بڑی موثر ثابت ہوگی۔ اس کے ساتھ قیمتوں پر کنٹرول کے لیے صارفین کی تنظیموں کی تشکیل اور کردار کی حوصلہ افزائی کی جائے اور آخری بات یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ اشیائے ضرورت کی قیمتوں اور consumer price index کی مسلسل مانیٹرنگ کا کردار ادا کرتے رہیں تو یہ بھی بہت مفید بات ہوگی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میری بجٹ پر suggestions بھی مہنگائی کے بارے میں ہی تھیں کہ یہ مہنگائی پچھلے دو تین سالوں سے ہمارے ملک میں ایک دم اس لیے بڑھی ہے کہ ہمارے ملک سے سبزیاں، پھل اور گوشت وغیرہ export ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اپنے ملک کے عوام کو تکلیف دے کر اس کمائی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بے شک اس میں گورنمنٹ کو زرمبادلہ ملتا ہوگا مگر اس سے زیادہ ان لوگوں کی جیبوں میں جاتا ہے جو pack کر کے سارا fruit اور سبزیاں باہر بھیج دیتے ہیں۔

جناب والا! اگر اس ملک کے عوام کدو اور آلو خرید کر نہیں کھا سکتے تو میرا خیال ہے کہ یہ بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے کیونکہ ہم ایک agricultural ملک ہیں۔ ہماری economy کی بنیاد یہ سیکٹر ہے۔ ایک زرعی ملک ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو روٹی نہ ملے' سبزی نہ ملے اور گوشت نہ ملے' یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ سبزیوں اور پھلوں کے بیجوں پر ٹیکس معاف کیا جائے۔ بہت دفعہ میں نے اخبارات میں بھی پڑھا ہے کہ ان چیزوں پر بہت زیادہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ گورنمنٹ نے کھاد پر تو ٹیکس کم کیا ہے لیکن ان چیزوں پر بھی ٹیکس معاف کرنا دینا چاہئیے۔ عام لوگوں کو یہ تلقین کی جائے کہ وہ اپنے گھروں کے lawns میں سبزیاں اگائیں اور انہیں کھائیں ۔ یہ طریقہ ساری دنیا میں رائج ہے۔ چائنا' کوریا اور بنگلہ دیش میں ایسا ہو رہا ہے کہ .grow your own vegetables جناب والا! یہ میری تجویز ہے۔

جناب والا! جہاں تک price committee کی تشکیل کی بات ہے' یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ اگر کمیٹی effective ہو سکتی ہے تو یہ ضرور بننی چاہئیے۔ اس سلسلے میں ایسے industrialists سے جو اس صنعت سے وابستہ ہیں' مشاورت کی جائے اور اس کے لئے قوانین مرتب کئے جائیں۔ اس لئے میری یہی تجویز ہے کہ ان چیزوں کی export بند کی جائے جن کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر سطح پر Price Control Committees بنائی جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسز پری گل آغا۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب والا! گلشن سعید صاحبہ نے Price Control Committee کے بارے میں جو تجویز دی ہے' میں اس کی پرزور سفارش کرتی ہوں۔یہ سینیٹ کی ایک بہت ہی موثر کمیٹی بنے گی۔اس کے علاوہ یونین کونسل سے لے کر صوبائی سطح تک بھی کمیٹیاں بننی چاہییں۔ جناب چیئرمین! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ملک میں بہت منگائی ہے۔ خاص طور پر اسلام آباد میں بہت مہنگائی ہے۔ ہم خود مارکیٹوں میں جا کر دیکھتے ہیں ۔جب یہاں پر اتنی مہنگائی ہے تو بلوچستان جیسے غریب علاقے میں کتنی مہنگائی ہوگی۔ اس

لیے حکومت کو چاہیے کہ فوری طور پر مہنگائی پرکنٹرول کرے۔ قیمتوں کے تعین کی جو list بنے' وہ یونین level سے تیار ہونی چاہیے۔ پورے ملک میں سب چیزوں کا ایک ہی rate سب جگہوں پر ہونا چاہیے۔ میں پر زور سفارش کرتی ہوں کہ ایک موثر اور فوری طور پر کمیٹی بننی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ثناء اللہ بلوچ صاحب! کیا آپ مصروف ہیں؟ Do you want to speak?

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! میں کچھ عرض کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! Resolution یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی ایک Finance Committee موجود ہے۔ اب اس مسئلہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ مزید بحث کمیٹی کے ذمے رہنے دی جائے۔ یہ مسئلہ Finance Committee کے سپرد کر دیا جائے۔ وہاں یہ mover بھی موجود ہوں گے۔ معزز اراکین جو بھی سفارشات پیش کرنا چاہیں' وہ وہاں پر پیش کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. In that case I put the ....

Senator Wasim Sajjad: I also support that suggestion.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Now, I put the Resolution before the House...

Senator Wasim Sajjad: Sir, please put it in the amended form.

" That the House recommends that the Senate Finance Committee may look into the price hike in the country, suggesting long term solutions to control the prices".

میری نگہت آغا صاحبہ سے بھی بات ہوئی ہے۔

She has no objection to the committee.

Mr. Presiding Officer: This House recommends that a Special Committee of the members of the Senate...

سینیٹر آغا پری گل: جناب والا! یہ الگ کمیٹی بننی چاہیے۔

Mr. Presiding Officer: Can I say that I put the Resolution as amended in the House?. I put this Resolution as amended in the House.

(The Resolution stands passed)

Senator Wasim Sajjad : It may kindly be taken up, it is an item in the name of the Leader of the Opposition. So, with the permission of the House, it can be taken up.

Mr. Presiding Officer: Today or tomorrow?

Senator Wasim Sajjad . Today sir.

Mr. Presiding Officer: Item No. 11. Yes, Mian Sahib.

INTRODUCTION OF THE BILL

RE: THE CONSTITUTION 19TH AMENDMENT BILL 2005

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is a Bill in the name of myself, Mr. Farooq Naek, Dr. Safdar Abbasi, Mr. Muhammad Enver Baig, Mrs. Rukhsana Zuberi, Mr. Farhatullah Babar, Dr. Abdullah Riar, Dr. Abdul Latif Ansari, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa, Syed Sajjad Hussain Bukhari and Khawaja Akbar, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the Constitution 19th Amendment Bill, 2005.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Wasim Sajjad : This is a suggestion about the Bill moved by the honourable Leader of the Opposition, these are certain suggestions regarding how we can strengthen the judiciary. Now, we may differ on the approaches to the problem but I think we should welcome a debate on this matter. So, that this matter can be discussed and any useful suggestions which are brought forward, they can be given due consideration.

So, therefore, as a gesture of good will to the Leader of the Opposition, I will not oppose this matter being referred to the committee.

Mr. Presiding Officer: In that case we need not to vote and this is referred to the Committee.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the honourable Leader of the House for the gesture that he has shown. This Bill has found inspiration from two basic sources and the first being the Resolution which was passed sometimes back by the Pakistan Bar Council on how appointments to the superior judiciary should be made and also it has found inspiration from the report on the judiciary by the international crisis group.

The party, of course, which is the mover of this Bill has always believed in the freedom of the judiciary and we believe that strengthening the judiciary would lead to a more democratic society and it would go further in strengthening democratic institutions. I would not go into the salient features of the Bill right now or if you give me five minutes I can

do that.

Mr. Presiding Officer: So, say that the motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted and give them on the item No. 12 in that case. Introduce the Bill, Mian Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the Constitution 19th Amendment Bill 2005.

Mr. Presiding Officer: The Bill as introduced stands referred to Standing Committee concerned. Now, we can, I think, adjourn for tomorrow at what time? We will meet at 5.30.

Immediately after Namaz Asar. نماز عصر کے بعد فوراً بیٹھ جائیں گے

[The House was then adjourned to meet again at 5.30 p.m. on Thursday, the 16th of June, 2005]